

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو نمبر ۷۳

Rmalkhan
22/1/34



مورہتی زبان پر فارسی کا اثر



ولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیگ)
مستند اعزازی انجمن ترقی اردو

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32878

—:5:

مطبوعہ مطبع انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن

سنہ ۱۹۳۳ ع

اردو

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص جہت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چند سالانہ مع محصول تاک سات روپے سکے انگریزی
[آٹھ روپے سکے عثمانیہ]

—#—

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دافوں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی فہمی بھٹیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتیٰ الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔

سالانہ چند سات روپے سکے انگریزی (آٹھ روپے سکے عثمانیہ)
اسید ہے کہ اردو زبان کے بھی خواہ اور عالم کے شائق
اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

الہشہ
انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

۳۲۸ < ۸

۸۹/۱۰/۱۱/۱

۱۱/۱۱/۱۱

عرض طابع

2002-07-07

— • —

مولوی عبدالہق صاحب مدظلہ کا یہ مقالہ رسالہ اردو بابت اپریل سنہ ۱۹۲۱ م میں شایع ہوا تھا - رسالہ اس زمانے میں علی گڑھ میں چھپتا تھا - وہاں والے مرہٹی کیا جانیں ؟ مرہٹی عبارتوں اور اقتباسوں کے نقل کرنے میں بکثرت غلطیاں رہ گئی تھیں - ایک عرصے سے بعض اصحاب ذوق کا اصرار اور تقاضا تھا کہ مقالے کو تصحیح اغلاط کے ساتھ کتاب کی صورت میں شایع کیا جائے - مولوی صاحب مہدوم کا ارادہ تھا کہ اس کی ترتیب و تدوین پر فطرت قانی کی جائے اور ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ شایع کیا جائے - لیکن موصوت کو گونا گوں مصروفیتوں نے اس کی طرے خاطر خواہ توجہ کرنے کی اجازت نہیں دی، اس لئے فی الحال صرف طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کے بعد اس کو طبع کر کے شایع کیا جاتا ہے -

—)•(—

موہتی زبان پر فارسی کا اثر

جس طرح دنیا میں کوئی قوم بغیر خارجی اثرات اور غیر اقوام کے میل جول کے ترقی نہیں کر سکتی اسی طرح دنیا میں شاید ہی کوئی زبان ایسی ہو کہ اُس میں غیر زبان کے الفاظ آکر نہ مل گئے ہوں اور جو مخلوط نہ ہو ورنہ کسی زبان کا علمی میدان میں آنا یا آگے بڑھنا دشوار ہو جائے۔ بعض صورتوں میں ان بیرونی الفاظ نے ایسے قدم چھائے کہ زبان کی اصل ہئیت کو بدل دیا اور اصل ملکی زبان کے الفاظ سے اُن کی تعداد بڑھ گئی۔ مثلاً موجودہ ترکی زبان جو تاریخی الاصل ہے اور اُس کی صورت و نحو بھی اس پر مبنی ہے، اُس میں عربی، فارسی الفاظ اس کثرت سے داخل ہو گئے ہیں کہ ایک دیہاتی ترک آسے بہ مشکل سمجھ سکتا ہے۔ عربی، فارسی الفاظ کی یہ بہتات ملک کے ادبی، سیاسی اور مذہبی اثرات کی وجہ سے ہے۔ ایک حد تک یہی حالت موہتی زبان کی ہے اور یہ بھی قدرتی طور پر اس قانون کے اثر سے نہ بچ

سکی جو دو قوموں یا دو زبانوں کے یک جا ہونے پر اپنا عمل کرتا ہے —

مسلمانوں کے قدم اس ملک (سہاراشتر) میں اول اول تیرہویں صدی کے آخر میں آئے جب کہ علاءالدین آندھی اور طوفان کی طرح یلغار کرتا ہوا دفعۃً دولت آباد کے سامنے آمو جون ہوا اور راجہ رام دیو راؤ جو اب تک غفلت کی نیند میں تھا اور اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اوپر کی طرف سے دشوار گزار پہاڑ، دریا اور گھاٹیاں طے کر کے یہاں کون پہنچ سکتا ہے ایسا مجبور ہوا کہ صلح کرتے بنی اور بے شمار مال و دولت نذر کر کے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد تخت دہلی کے ایک شہنشاہ نے جو اپنے رفک میں دنیا کے بادشاہوں سے فرالا اور اپنے خیال میں سب سے الگ تھا ادھر توجہ کی اور توجہ کیا کی دولت آباد کو سارے ہندوستان کا دارالخلافہ بنا دیا اور یہی نہیں بلکہ ساری دلی کو یہیں گھسیٹ لایا۔ یوں دیکھئے تو یہ بڑی خوبیوں کا آدمی تھا عالم، فاضل، خوشنویس، بہادر ایسا کہ اچھے اچھے سورما اُس سے شرماتے تھے لیکن تخیل میں وہ بلند پروازی تھی کہ کسی شاعر کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی، بہت دور کی سوچتا تھا مگر عمل میں نہیں لاسکتا تھا۔ جب کبھی اپنے خیال کو عملی صورت میں لاتا تو رہی سہی بات بھی بگڑ جاتی تھی۔ ان پریشان خیالیوں اور پریشان اعمالیوں نے اُسے

ہمیشہ پراگندہ رکھا - اور اس وجہ سے دکن کی سلطنت اس کے ہاتھ سے نکل گئی - اب بہمنیوں کا دور دورہ شروع ہوا —

بہمنی سلطنت نے تھوڑے ہی عرصے کے بعد بڑی شان و شوکت اور سطوت حاصل کر لی - یہ گویا یہیں کی سلطنت ہو گئی - اس کا تعلق باہر سے مطلق نہ تھا - اہل ملک بھی رفتہ رفتہ اس میں برابر کے حصہ دار ہو گئے - اُس کی شان خود اُس کے نام سے ظاہر ہے - حسن نے اپنے نام کے ساتھ گنگوے بہمنی کا خطاب شریک کر کے اُس عجیب احسان مندی کا ثبوت دیا جو سلطنت بہمنی کے ساتھ دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی - اُس نے اپنے قدیم معسن گنگو کو بلا کر وزیر خزانہ بنایا - اور یہ پہلی دینت تھی اُس بنیاد کی جو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی اس ملک میں قائم ہوئی - اس کے بعد دلی کے اور برہمن اور کھتری آئے اور شاہی ملازمت میں داخل ہوئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی جگہ ملکی برہمنوں اور پربھوں * نے لے لی - سال گذاری کا انتظام انہیں کے ہاتھ میں رہا بلکہ جب بہمنی سلطنت کا اقتراع ہوا اور اُس کے بجائے بیجاپور، احمد نگر، برار، بیدر اور گواکندہ میں الگ الگ سلطنتیں قائم ہو گئیں تو اُس وقت بھی دیہات اور محلات

* بمعنی مرہٹے کایستہد جو اکثر چانددر سہمی ہیں کایستہد

پر بہو کھلاتے ہیں —

مرہٹے زبان پر فارسی کا اثر

کے حسابات سالگناری ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں رہے اور انہیں کی اپنی زبان میں لکھے بھی جاتے تھے۔ غرض ایک خالص دیسی حکومت ہو گئی جس پر ”غیریت“ کا گہاں تک بھی ذہ ہوتا تھا۔ مسلمان بادشاہوں کی فوج میں بھی مرہٹے کثرت سے داخل تھے اور وہ بہت کار آمد ثابت ہوئے۔

غرض مرہٹے مالی اور فوجی صیغوں میں اچھا خاصا رسوخ رکھتے تھے اور بعض اوقات تو وہ ایسے مقتدر ہو گئے کہ سلطنت کی تھام قوت اور حکومت اُن کے ہاتھ میں آگئی اور اس طرح گویا در پردہ اُس ترقی اور عروج کی تربیت اور تیاری ہو رہی تھی جو افہیں آئندہ حاصل ہونے والا تھا۔ پھر شاہی بیاہ کے رشتے نے بھی تعلقات میں استحکام کی نئی صورت پیدا کر دی اور باہمی تعصبات اس قدر ضعیف ہو گئے کہ معاملات دنیوی میں قومی امتیاز بالکل اُتھ گیا۔

ہندو مسلمانوں میں باہم برابر کا برتاؤ تھا۔ مختلف تعلقات، آپس کے میل جول اور کاروبار سلطنت نے تکلف کا پردہ اُٹھا دیا تھا۔ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھ لڑائیوں میں برابر لڑتے تھے۔ اسلامی سلطنتوں میں مرہٹے بڑے بڑے اُسرا اور سپہ سالاروں کا درجہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلمانوں کو بعد میں مرہٹہ سلطنت میں یہی امتیاز اور شرف حاصل تھا۔ یہ

تعلقات اور ربط ضبط اور رواداری کے آثار اب تک باقی ہیں اور بے شمار انعامات و جاگیرات جو برہمنوں اور سندروں اور دیگر ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے عطا کیں وہاں اب بھی کہیں نہ کہیں فطر آجاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا اور زندہ ثبوت دولت آصفیہ ہے جہاں اب تک وہ روایات برابر قائم ہیں اور حق یہ ہے کہ رواداری اور بے تعصبی میں دنیا کی کوئی حکومت یا ریاست اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کا منظر اگر کسی کو دیکھنا ہو تو ”وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں۔“ ہمارے ملک کے بڑے بڑے مدبر اور دور بین معاملہ فہم جو ہمیشہ اس مضمون پر سر دھنتے رہتے ہیں اور انہیں کوئی صورت آپس کے اتفاق کی فطر نہیں آتی وہ ہندو مسلمانوں کے اس سنگم کو دیکھیں جہاں قدیم زمانے سے یہ دونوں قومیں بھائی بندوں کی طرح رہتی سہتی ہیں —

ان تعلقات کا اثر جہاں تمدن کے مختلف شعبوں پر پڑا وہاں زبان کیوں کر بچ سکتی تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب دو قوموں کا اتصال ہوتا ہے تو جس قوم کا تمدن اعلیٰ، زیادہ قوی اور پائدار ہوتا ہے اُس کا اثر دوسری قوم پر جو کم تمدن ہے زیادہ ہوتا ہے۔ مسلمان جب دکن میں آئے تو بمقابلہ یہاں والوں کے زیادہ تمدن تھے اور یہی وجہ ہے کہ سرہندوں پر مسلمانوں کے تمدن کا

زیادہ اثر ہوا۔ خصوصاً ایسی صورتوں میں فائیم کا اثر مفتوح پر زیادہ پڑتا ہے۔ اور اسی وجہ سے فارسی زبان کا اثر جو فائیموں کی زبان تھی مرہٹھی پر بہت زیادہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹھی زبان میں سینکڑوں عربی فارسی الفاظ بھی اور معاورے داخل ہو گئے۔ مرہٹھی میں عربی الفاظ بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب فارسی کے ذریعہ سے پہنچے ہیں۔ یہ موجودہ فصیح مرہٹھی زبان کا حال ہے۔ اگر اس کے قبل کی یعنی پیشواؤں کے زمانے کی زبان دیکھی جائے تو اُس میں فقرے کے فقرے اور جملے کے جملے فارسی کے ملیں گے اور فارسی الفاظ مختلف قسم کے اس کثرت سے پائے جائیں گے جس قدر ایک بد مذاق انگریزی تعلیم یافتہ ہندی کی گفتگو میں انگریزی الفاظ — اب ہم یہاں مختصراً اُن اسباب و حالات پر الگ الگ نظر ڈالتے ہیں جو اس کا باعث ہوئے —

۱۔ تقریباً تمام سرکاری دفاتر میں فارسی زبان رائج تھی۔ سرکاری ملازموں کی زبان پر جس میں مرہٹھے بھی بکثرت شریک تھے بوجہ تعلق ملازمت بہت سے عربی فارسی کے لفظ چڑھے ہوئے تھے اور وہ اپنی بات چیت اور کاروبار اور دیگر معاملات میں یہ لفظ بے تکلف بول جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُن میں کے بہت سے لفظ مرہٹھی زبان میں اس طرح کھل مل گئے کہ جزو زبان بن گئے اور عام طور پر مرہٹھی بولنے والوں کو اس کا مطلق

خیال تک نہیں گذرتا کہ یہ کسی غیر زبان کے لفظ ہیں —

۲ - جو لوگ اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے عدالتوں میں آتے جاتے دھتے تھے ، یا جلدیوں اپنے معاملات کی خاطر دوسرے سرکاری محکموں میں آمد و رفت رکھنی پڑتی تھی ان کی زبان خود بخود بغیر کسی ارادے کے فارسی عربی الفاظ سے آشنا ہو جاتی تھی اور ضرورتاً اُن کا استعمال کرنا پڑتا تھا اور اس طرح زبان پر چڑھتے چڑھتے وہ خود ملک کی زبان میں داخل ہو گئے —

۳ - مسلمان فقیر جو گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے مانگتے کھاتے پھرتے تھے اگرچہ وہ ہندوؤں کی زبان بولتے اور ہندوؤں ہی کے گیت گاتے تھے لیکن بہ تقاضائے فطرت اس میں بہت سے الفاظ فارسی عربی کے تھے جو ان کی صداؤں اور گیتوں میں استعمال ہوتے تھے ۔ اور یہ الفاظ لے کی دلکشی اور صداؤں کی موزونیت کی وجہ سے عام لوگوں کے خیال اور حافظے میں رہ گئے —

۴ - اسی طرح درویش و صوفی اور واعظ جو مذہب اسلام کی تلقین و اشاعت کرتے تھے گو اُن میں سے اکثر ملکی زبان ہی کے ذریعہ سے اس فرض کو انجام دیتے تھے لیکن مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے اُن کے لئے فارسی عربی الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا ۔ یہ سہکن نہ تھا کہ یہ الفاظ بار بار زبان سے نکلیں اور دوسروں تک نہ پہنچیں ۔ غرض اُن میں سے بہت سے الفاظ خیال

و حافظے سے نکل کر زبان میں گھر کر گئے۔ اور اب تک اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے تہیت مرہٹھی کے لفظ -
 ۵ - بہت سے ہندو مسلمان ہوئے کچھ تو اپنی خوش اعتقادی سے اور کچھ دنیاوی اغراض و طمع کی خاطر -
 اُن کی مادری زبان مرہٹھی تھی ، لیکن چون کہ یہ نئے نئے مسلمان تھے خواہ مخواہ بھی یا مسلمانوں کے میل جول اور ارتباط کی وجہ سے بہت سے فارسی عربی الفاظ اپنی گفتگو میں بولنے لگے - جس طرح آج کل دیسی دیسائی اپنی زبان میں انگریزی الفاظ استعمال کرتے اور اس پر اترتے ہیں - اس کا اثر مرہٹھی زبان پر ہونا لازمی تھا -

۶ - چون کہ فارسی کا جاننا سرکاری ملازمت کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ فارسی اچھی طرح جانتے تھے اور جنہیں اس شیریں اور من موہنی زبان کا چسکا پڑ گیا تھا وہ اپنی گفتگو میں فارسی عربی الفاظ استعمال کرتے بغیر نہیں رہ سکتے تھے - کچھ تو طبعی ذوق کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور بعض اوقات مجبوری ہوتی تھی اس لئے کہ بعض خیالات کے ادا کرنے کے لئے وہ اپنی مادری زبان میں مناسب الفاظ نہیں پاتے تھے -

۷ - جن لوگوں کا بہت سا وقت فارسی زبان کی تحصیل میں گزرا تھا اور انہیں اس زبان میں اچھی خاصی مہارت یا کافی ذوق پیدا ہو گیا تھا - تو ان کا طریقہ خیال اور طرز ادا بھی بہت کچھ فارسی کا سا ہو گیا تھا - یہ

کم سے کم اس قدر ضرور تھا کہ اگرچہ اُن کی تحریر و تقریر کا ظاہری لباس مرہٹی تھا لیکن پیرایۂ بیان، جملوں کی نشست اور الفاظ کی ترکیب و ترتیب سے صاف فارسی کی جھلک نظر آتی تھی، جس طرح آج کل انگریزی خواں کی تحریر سے انگریزیت کی بو آتی ہے۔

۸۔ بہت سے مسلمان جنہوں نے ہندو عورتوں سے شادی

بیاہ کر لیا تھا اُنہیں اپنی بیویوں کی اور بیویوں کو اپنے شوہروں کی زبان سیکھنی اور بولنی پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے فارسی لفظ مرہٹی زبان میں پڑی سہولت سے داخل ہو گئے۔

۹۔ بہت سی صنعتیں جو مسلمانوں کے ساتھ آئی تھیں یا مسلمانوں نے ایجاد کی تھیں اور وہ یہاں رائج ہوئیں تو اُن کے ساتھ اُن کے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات بھی رواج پا گئے۔

۱۰۔ خصوصاً فن جنگ اور انجینیئری ایسے دو فن تھے جن کو مسلمانوں نے ہندوستان میں بہت رواج دیا اور اہل ملک کو بھی ان کا اتباع کرنا پڑا۔ ان کے طفیل میں بہت سے فارسی عربی یا ترکی لفظ مرہٹی زبان میں پہنچ گئے اسی طرح مال گداری اور قانون کے الفاظ بھی ضرورت کے اقتضا سے خود بخود رائج ہو گئے۔

۱۱۔ کثرت استعمال و سرور زمانہ سے فارسی الفاظ زبان میں اس طرح جز پکڑ گئے تھے کہ بعض سنسکرت

اور پراکرت الفاظ جو فارسی کے مترادف تھے اُن کے سامنے نہ تھمیر سکے اور انہیں فارسی الفاظ کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پڑے۔ خود اہل زبان کو یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ ان جدید غیر ملکی الفاظ میں ایسا زور اور اثر ہے جو اُن کے مترادف سنسکرت یا پراکرت الفاظ میں نہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب کوئی لفظ کسی خاص خیال یا خیال کے کسی خاص پہلو کو ادا کرتا ہے تو محض اُس کی آواز سے جو تصور اُس کے مفہوم کا پیدا ہوتا ہے وہ کسی جدید لفظ یا اُس کے مترادف سے پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ اُس میں وہ زور آسکتا ہے۔ اس لئے فارسی عربی الفاظ اس قدر مقبول ہو گئے کہ اُن میں سے جس کسی کا مترادف پراکرت یا سنسکرت میں موجود بھی تھا تو وہ اُن کے سامنے روفق نہ پاسکا۔

غرض اس طرح فارسی عربی الفاظ مرہٹی زبان میں جڑ پکڑتے گئے اور اس طرح گھل مل گئے کہ اپنے پرائے کا امتیاز اُتھہ کیا اور نہ اہل زبان کی طرف سے کوئی ایسی کوشش ہوئی کہ ان کو زبان سے خارج کر کے بجائے ان کے سنسکرت یا پراکرت الفاظ کو رواج دیا جائے۔ البتہ شیواجی نے شاہی لقب اختیار کرنے سے ذرا پہلے یعنی سنہ ۱۶۷۳ ع میں رگھوناتھ پنڈت کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ راج وے وھار کوش یعنی سوکاری کار و باری الفاظ

کی لغات تیار کرے اور یہ ہدایت کی کہ اس میں ان فارسی عربی الفاظ کی بجائے جو اصل سورہتی یا سنسکرت الفاظ کی جگہ مستعمل ہونے لگے ہیں سنسکرت الفاظ استعمال کئے جائیں - لیکن باوجود اس کے فارسی عربی الفاظ کی رو کا کچھ زیادہ سدباب نہ ہوسکا البتہ ایک حد تک کبھی ضرور ہوگئی - خاص کر شیواجی کے وزرا اور عہدہ داروں کے عہدوں کے نام فارسی سے سنسکرت میں ترجمہ ہو گئے وہ بھی ترجمہ ہوئے ، کوئی نئے نام تجویز نہیں کئے گئے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات جو آئندہ صفحات میں درج ہے) - یہ حالت شیواجی کی زندگی کے آخری چھ سال سنہ ۱۶۸۰ء اور اُس کے جانشین سنہاجی کے عہد سنہ ۱۶۸۰ء تا ۱۶۸۹ء تک رہی - سنہاجی کو خود اس معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی —

اس کے بعد راجہ رام کے عہد (۱۶۸۹ء تا ۱۷۰۰ء ع) میں معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ہوگئی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اپنے ” اساتذہ “ یعنی وزیر راجندر پنت کو ” حکومت پٹا “ کا خطاب دیا - اُس کا خاندان اب تک وشال گڑھ میں حکمران ہے - راجہ رام کے عہد میں اس قسم کے اور فارسی خطابات بہت سے عطا ہوئے —

شاہو سہاراج کے عہد میں (۱۷۰۸ - ۱۷۴۹ء ع) علی باغ کے انگریزوں کو ” سرخیل “ کا اور گائیکواروں کو ” شہشیر بہادر “ اور ” سینا خاص خیل “ کا اور وٹھل شنکر کو

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

”راجہ بہادر“ کا خطاب سرحدت ہوا - اسی قسم کے بہت سے خطابات دوسرے لوگوں کو دئے گئے (ملاحظہ ہو قہرست خطابات) —

اس طرح مسلمان بادشاہوں نے اپنے ہندو باج گزار فرماں رواؤں اور اُسرا کو فارسی یا فارسی سنسکرت کے مخلوط خطابات دئے (ملاحظہ ہو قہرست خطابات) —

حیدرآباد میں اب تک یہ رواج چلا آ رہا ہے مثلاً ”آصف نواز و نت“ یہین السلطنت وغیرہ —

حال میں کچھ عرصہ ہوا ایک تحریک اس قسم کی پیدا ہوئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ سرہتی زبان سے خارج کر دئے جائیں - لیکن اُن لوگوں نے جنہیں خدا نے فہم و دور اندیشی عطا کی ہے اس تحریک کی تائید نہیں کی - مستر تالک کے مشہور اخبار کیسری نے اس قسم کی کارروائی کی مخالفت کی اور اپنی تائید میں اس امر پر زور دیا کہ اگر فارسی عربی الفاظ خارج کر دئے گئے تو سرہتی زبان کی قوت میں ضعف پیدا ہو جائے گا اور زبان بے مزہ ہو جائے گی - مثلاً ”فوج“ ”قلعہ“ اور اس قسم کے سیکڑوں الفاظ نکال دئے جائیں اور اُن کی بجائے دوسرے ہم معنی لفظ داخل کر لئے جائیں تو اُن سے کبھی وہ تصور اور مفہوم پیدا نہیں ہوگا جو پرانے فارسی الفاظ سے اس وقت ہوسکتا ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا —

جس طرح شیواجی مہاراج کی تحریک ناکام رہی
حالات کہ اُس وقت کامیابی کا بہت کچھ موقع حاصل
تھا اُسی طرح اس زمانے کی آخری کوشش بھی بے نتیجہ
ثابت ہوئی۔ اس کے بعد سے پھر کبھی اس طفلانہ حرکت
کا اعادہ نہیں ہوا جو اہل زبان کی دانشمندی پر دلالت
کرتا ہے۔ زبانیں الفاظ کے خارج یا ستروک کرنے یا انہیں
پاک اور پوتر رکھنے سے نہیں بنتیں بلکہ ان کی ترقی
الفاظ کا ذخیرہ بڑھانے اور دوسری زبانوں کے سیل سے
طرز ادا کی نئی راہیں نکالنے سے ہوتی ہے۔ ہندوستانی
زبانوں کو ابھی یہ گُر سیکھنا باقی ہے —

کاش شمالی ہند والے اس سے سبق حاصل کرتے۔ جنوب
و شمال میں یہ فرق کچھ کم سبق آموز نہیں ہے —
خود شیواجی جو اس تحریک کے بانیء اول تھے اپنے
خطوط میں بلا تکلف فارسی الفاظ اور محاورے استعمال
کرتے تھے۔ اور اُن کے گرو رام داس نے ان کے استعمال سے
کبھی احتراز نہیں کیا۔ اور شاید میرا یہ کہنا غلط نہ
ہوگا کہ رام داس نے بہ نسبت دوسرے سرہتی شعرا کے
اپنی پر زور شاعری میں فارسی الفاظ کا استعمال
زیادہ تر کیا ہے —

اب میں سرہتی زبان میں فارسی الفاظ کے گھٹنے
بڑھنے کے دروز کی سوسری سی تقسیم ذیل میں
دکھاتا ہوں —

سنہ ۱۲۹۰ ع میں مرہٹی زبان کے فاسور شاعر
 دناشور نے اپنی مشہور و معروف کتاب دناشوری
 تصنیف کی۔ اس سنہ سے قریب ایک صدی بعد تک
 قہام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی جاتی تھی اور
 ملک کے اُن حصوں میں جہاں اسلامی حکومت کے قدم
 نہیں پہنچے تھے اس کے بعد بھی خالص مرہٹی کا راج رہا۔
 اول اول مہاراشٹر میں اسلامی حکومت سنہ ۱۳۱۸ ع میں
 قائم ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ سمجھ لیا جاتا تھا
 کہ فارسی الفاظ کی آمد بھی شروع ہوئی۔ لیکن سنہ ۱۳۱۸ ع
 سے ۱۳۴۷ ع تک حکومت کا تعلق دہلی سے رہا اور تھام
 انتظامات سلطنت شاہ دہلی کے فرمان و اشارہ سے انجام پاتے
 تھے۔ مگر محکمہ تعلق کی بے چین اور عجیب و غریب طبیعت
 نے چین نہ لینے دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کا رشتہ
 حکومت دہلی سے ٹوٹ گیا۔ اور سنہ ۱۳۴۷ ع میں حسن
 گنگو بہمنی سلطنت بہمنی کا بانی اور پہلا تاجدار ہوا۔ یہ
 سلطنت ۲۰۰ سال تک بڑے شان و شوکت، امن و امان اور
 عدل و انصاف کے ساتھ اس ملک میں رہی۔ اُس نے
 دکن میں ایک نئے اور عظیم الشان دور کا آغاز کیا۔
 لیکن آخر اس کا شیرازہ جمعیت بھی انتشار کا شکار ہوا
 اور یہ پانچ حصوں میں الگ الگ تقسیم ہو گئی اور
 یہ پانچوں بھی انہیں اسباب کا شکار ہوئے جو خاتمے
 سے پہلے اپنا کام کر چکے تھے اور جو اب تک ہماری

سلطنتوں کی جڑوں میں گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم نے اس وقت تک نہ پہچانا جب تک کہ غیروں نے ہمیں نہ جتایا اور وہ بھی بعد از خرابی پھر۔ ان سب کا خاتمہ سنہ ۱۵۷۲ ع سے سنہ ۱۶۸۷ ع تک ہو گیا۔ ان سب میں بڑی اور با وقعت سلطنت نظام شاہی تھی جو سنہ ۱۶۳۷ ع میں آخر ہو گئی۔ قطب شاہی سنہ ۱۶۸۶ ع تک حق فرماں روائی ادا کرتی رہی اور عادل شاہی نے ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۶۸۷ ع میں حکومت کا قصہ پاک کر دیا۔ سنہ ۱۶۵۰ ع تک مرہٹوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں تھیں، لیکن وہ سب بھٹی سلطنت میں ضم ہو گئی تھیں اور گویا بھٹی سلطنت ان سب کی مشترکہ سلطنت تھی۔ اس زمانے سے فارسی الفاظ مرہٹی زبان میں بے روک ٹوک داخل ہوتے چلے گئے۔

اوائل سلطنت بھٹیہ میں سہاراشتر میں مسلمانوں کی تعداد کوئی ایک لاکھ نفوس سے زیادہ نہ ہو گی اور ان میں اکثر فوجی لوگ ہوں گے، کیوں کہ اس قائم رکھنے کے لئے اس کی ضرورت تھی۔ علاوہ ان کے قاضی، مفتی، طبیب اور دیگر اہل بھی مسلمان ہوں گے۔ کچھ تاجر پیشہ بھی ہوں گے۔ غرض ان سب کو ملا کر دیکھا جائے تو ان کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس ایک لاکھ میں ستر اسی ہزار فوجی سمجھے لیں چاہئیں

جن میں اکثر ان پڑے اور اجڑے ہوں گے - اور باقی بیس ہزار ایسے جن کے ہاتھ میں کاروبار سلطنت و معاملات عدالت و مالگداری ہوں گے - لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرہٹے ہر شعبہ حکومت میں بہ کثرت داخل ہو گئے —

مذہب، شاستر، اور ذات پات کے معاملے میں غیر زبان کے الفاظ کا کوئی زیادہ دخل نہ تھا اور نہ ان امور میں اہل ملک کو غیروں کے الفاظ کی ضرورت تھی، لیکن بنج بیویار، بازار، فوج، عدالت، مالگداری وغیرہ کے معاملات میں سینکڑوں فارسی الفاظ بے تکلف مرہٹی زبان میں داخل ہو گئے - غرض ان فارسی الفاظ کا مد و جزر مرہٹی زبان میں اس طرح ہوا —

سنہ ۱۲۹۰ھ اور اس سے ایک صدی بعد تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی اور لکھی جاتی تھی —

سنہ ۱۳۹۰ھ سے ۱۶۳۶ھ تک فارسی الفاظ کی دوبرے زوروں پر رہی اور بہ کثرت فارسی عربی الفاظ مرہٹی زبان میں مل گئے - یہ اس دخل و تصرف کے بڑے عروج کا زمانہ تھا —

سنہ ۱۶۵۶ھ کے بعد سے سنہ ۱۷۲۸ھ تک فارسی الفاظ کا زور گھٹنا شروع ہوا، یعنی جس تیزی اور کثرت سے وہ پہلے مرہٹی زبان میں آئے تھے اب وہ بات نہیں رہی تھی —

سرہنٹی زبان پر فارسی کا اثر ۱۷

سنہ ۱۷۲۸ ع سے سنہ ۱۸۱۸ ع تک زیادہ تر فارسی الفاظ یا تو اس وقت استعمال ہوتے تھے جب کہ مسلمان ریاستوں سے مراسلت ہوتی تھی یا دفتری کاروبار میں۔ گویا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ نئے الفاظ کی آمد بند ہو گئی تھی اور پہلے سے جو الفاظ زبان میں آچکے اور قائم ہو گئے تھے وہی رہ گئے۔ —

غرض سنہ ۱۳۱۸ ع سے جب کہ اول اول اسلامی حکومت نے مہاراشٹر میں استقلال کی صورت اختیار کی، فارسی الفاظ کی رفتار سیلاب کی طرح رفتہ رفتہ بڑھنی شروع ہوئی اور سنہ ۱۶۳۶ ع میں اس کا زور شور اُٹھائے عروج کو پہنچ گیا۔ سنہ ۱۶۵۶ ع سے یہ زور گھٹنا شروع ہوا، اور سنہ ۱۷۲۸ ع میں اس کی قوت بالکل ٹوٹ گئی۔ لیکن تقریباً تین سو پچاس سال تک فارسی اور سرہنٹی کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ یہ ایک بڑی مدت ہے۔ اس میں بہت سے انقلاب ہوئے، بہت سی سلطنتیں بگڑیں اور بنیں، حالات و واقعات نے نئے رنگ دکھائے، اطوار اور طریقوں میں بہت کچھ فرق پیدا ہو گیا، حکومتوں اور قوموں کے باہمی تعلقات نے بہت کچھ پلٹا کھایا۔ دول کے حدود بدلے اور پھر نئے سرے سے قائم ہوئے، آئین و انتظام میں تغیر و تبدل ہوا، مذہب و رواج کی سختی اور ذات پات اور قومی امتیاز کی بندشیں تھیلی ہو گئیں۔ لیکن ان تمام تغیرات میں

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

فارسی سرہتی کا ساتھ نہ چھوٹا - اور یہ اسی فیضان صہبت کا نتیجہ ہے کہ سرہتی زبان میں اب تک اس کثرت سے فارسی الفاظ اور معاورے پائے جاتے ہیں —

سارے تین سو سال کی ایک جائی سے سینکڑوں فارسی الفاظ کا سرہتی زبان میں آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں - لیکن تعجب اس اسر کا ہے کہ سرہتی پر فارسی کا ایسا گہرا رنگ چڑھا کہ یہ اثر الفاظ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ فارسی ترکیبیں تک اس میں داخل ہو گئیں - اس کے علاوہ ہم اس زبان میں جا بجا دیکھتے ہیں کہ جملوں کی ساخت تک فارسی ہے - اور کثرت سے معاوروں کا ترجمہ سرہتی میں آ گیا ہے - علاوہ اس کے فارسی حروف جار، ربط و عطف و فجائیہ وغیرہ بھی بلا تکلف سرہتی میں استعمال ہونے لگے اور اب تک ہوتے ہیں - ان تمام امور کا بیان ہم آگے چل کر تفصیل سے کریں گے —

یہاں ہم ہر دور کی تحریریں بطور نمونے کے پیش کرتے ہیں جن سے اوپر کے بیان کی کسی قدر تصدیق ہوگی ہر نمونے کے ساتھ مختصر طور پر ضروری تشریح بھی کر دی گئی ہے —

बोखटे कां गोमटे । हें कांहींचि तथा नुमटे । रात्रि दिवस न घटे । सूर्यासि जेवीं । १ ।
ऐसा बोधुचि केवल । जो होऊनि असे निष्कल । त्याहीवरी मजन शील । माझ्या
ठायीं ॥ २ ॥ तरि तथा ऐमें नुसरें । आम्हां पदियते सोयरे । नाहींगा साचोकारें ।
तुझी आण पांडवा । ३ । पार्थ जयाचिया ठायीं । वैद्यभ्याची वार्ता नाहीं । रिपुमित्रा
दोहीं सारसी पाडु । ४ । कां घरींचियां उजियेड करावा । पारखियां आंधार पाडावा ।

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

اری متوین تیسا آرچما جیا بھاو ایسا مان اپہانی
سری سا هوت جاے —

تی ہیں رتو سہان جیسے کا گگن تیسا ایک چی
مان شیتو شن جیا —

دکشن اتر ماروتا میرو جیسا پانتوستا تیسا سکھ
دکھہ پراپتان مدھستو —

مادھریے چندریکا سرسیی رایا رکا تیسا جو سکلیکا
بھوتان سہو —

آگھویا جا ایک سیوئیے جینسے اودک تینسے جیاتیں
تینہی لوک آکاکشیتی —

جو نیندیتے نے کھے ستوتی تے نہ شلاکھے آکاشا
نہ لگے لیپو جیسا تیسے تیندے آنی استوتی مان کروں
ایکے پننگتی وچرے پراں ورتی جنی ونی —

دنیا نیشوری ۱۲

اوپر کا اقتباس سرہتی کے مشہور شاعر دنانیشور
کی کتاب دنانشوری تفسیر بھگوت گیتا سے لیا گیا ہے ۔
یہ شاعر راجہ رام دیو (فرماں رواے دیوگڑھی) کے عہد
میں ہوا۔ اس کا زمانہ تیرھویں صدی کا ہے اور دیوگڑھ
(دولت آباد) کی فتح سے قبل کا ہے ۔ مسلمانوں کا تسلط
اس وقت تک یہاں نہیں ہوا تھا البتہ یہ اغلب ہے کہ
مسلمان تاجار اور درویش یہاں ہوں ۔ اس نہونے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اس وقت فارسی نے سرہتی پر کوئی اثر

نہیں آلا تھا - وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی حکومت
دکن میں قائم نہیں ہوئی تھی - یہ قہام کتاب اس
وقت کی تھیت سرہتی میں ہے - اور کوئی لفظ فارسی
عربی کا اس میں نہیں پایا جاتا —

دنانشور کی تاریخ پیدائش - سنہ ۱۲۷۵ ع -

تاریخ وفات - سنہ ۱۲۹۶ ع -

- ۱ + + स्वति श्री हिरत ६९ शकु संवतु १२८९ प्लवंग संवत्सरे आधेय
- २ श्रीमत्य प्रौढि प्रताप चक्रवर्ति माहाराजाधिराज श्री हंविह राओ
- ३ ठाणें कोकण राज्यं क्रोति सत्ये तस्मिन् काले प्रवर्तमाने धरमादि ।
- ४ पत्र लिखितं यथा सर्वं व्यापारि सिहि प्रो तं निरोपित अठागर अधि
- ५ कारिआ कुसना आहासण नाकाचा सेणवै देऊं प्रण्डोह वेलित स
- ६+ रंध चिचावली माम पैकि तेथिला मिजिगिति मिहि प्रोकेलि तेथें मणी
- ७ आ लावेया लागी आठागर समंथ मुख्य नारावें आगर पैकि कौतल वाडि
- ८ ! नारदे कवलि आ पैकि माटालि ! उरो वाडिआ २ ससिमफल भोगास
- ९ हित श्री रायजा प्रधातु सिहिप्रो विक्रिति सडाउनि चिचवलिचे चिये मिजिगिति
- १० वर मिथा मलिया कार्तिक वाडी विक्रिता द्रामा १६० नारदे कवलिया जि
- ११ ये माटालैये विक्रिता द्रम ४० उरै वाडिआ २ विक्रिता द्रामा सते २००-
- १२ हे द्राम वरत सकोश कवलिया मुख्य करुनि समलं आगरियांस मारिउ -
- १३ डिली धा अदासाल गोपाल वादनिचे तले अठि आवाटातु राह नाहीं वाडि
- १४ आदातोरें दिन करुनि जालिआ म्हणौनि समलि आगरि यांस त्यातिवि
- १५ कलि ते गुंति कैवाह सोडवुनि सिहि प्रौला गौनि वाडिआ विक्रिली आहे -
- १६ वाडिआ कोण्हि दातारु दमठेलित गुंति करितर समष्टिम आगरियांहिप्रति -
- १७ (का रावें हा धरमु सिहि प्रोचा तितीवड समष्टि आगरियांहि समाग्रि
प्रति पालावें -
- १८ झाडे आचि जमैतिस जेतुक आगीर साहि आडखे पाठे ते तुके आगरास आ प्र-
- १९ झाडावें ति रोपडवा वाडि सिहिप्रो सासन विषय भोग बारिहा धरमु समग्रि प्र-
- २० तिपालावा आघाटाणें पूर्व दिसें नाऊ म्हातारे याचि वाडि उत्तर दिसे
चार ते वाडि पष -

२१ चिम दिसे पाठियारा वडि दसिण दिसे कोणिष्टि या चि वाडी ऐसि
आघाटणो चि -

२२ आ रविवारति आहि पालक वरत अ काण्हा कवलिआ पोगुवा अ रासदेऊ.

२३ वेद म्हा तारि याचा धरमु देउ विउ म्हातारे आया वाडारे पैकि वा वंदे
उकघाट -

२४ आ अंबेयारि सोम्हाल म्हातारा राढत नाग देऊ माई दार्युम्सदे सेठि

२५ साउ म्हातारा ताहदेउ का वंदे म्हातारा सवद म्हातरा गोरु म्हातारा -

२६ साजकार सोमदेअ जोटा देअ वारै कर वरतअ मुपल पाठैलु नागला पाठैलु-

२७ वैडा कर हेजन १८ मुख्य करनि समग्रि प्रति पालावें अं प्राचे साक्षिता-

૨૮ નાગાંવ જમૈતિ પૈકિ:પ્લુગુ માહામદ દાઉવાર આયા શાજિદાઉવાર આયા -

(۱) - دوستی شری شجرت ۶۹ سکو سہوت ۱۲۸۹ پلو نگ
سندوت سرو ادھیے -

(۲) سوی متیہ سے پروڑی پرتاپ چکرورتی مہاراجا دھیراج سری
 ہمدیر راو —

(۳) تھانے کوکن راجیے کروتی ستیے، تسہن کالے پرورت
ہانے دھرمالی —

(۴) پتو لیکھیت یتھا سرو ویاپاری سی ہی پرو تم فرو
پت اتھا گراہی —

(۵) کاری آکسینا اھاسن نا کاچا سینوئے دیو پڑن رھہ ویاتسے =

(۶) رنگہ چہچاولی مام پیمکی تیتھلا میچہ پیمکی سی سی
پروکیلی تیتھے منی۔

(۷) آلاوے یا لاکھی آتھامگر سہنتھہ مکھئے ناراوے اگرو
پیکی کوتل واری —

(۸) نارے کوئی آپیکے ساتالی اورو واری یا (۲)

سسیم پھل بھوگاس —

(۹) ہیئت سری رایا جا پردہاتو سہی ہی پرو وکتی

سزاؤنی چھولیتے چی تے میجی گیتی —

(۱۰) ورمیتھا ملی یا کاتک واری وکریتا در ساہ ۱۶۰

نارے کوئی آجی —

(۱۱) پے ماتالیٹے وکریتا درم ۴۰ اوری واری آ ۲ وکریتا

دراسا ستے ۲۰۰ —

(۱۲) ہے درام ورت سکوش کوئی آٹکھے کرونی سہلی

اگری یاس ماگے او —

(۱۳) قلی کھا آرا سال گوپال واندی چے تے آٹھی آراتا

تو راہا فاهی واری —

(۱۴) آدا تارین ہیں کرونی جالی یا سہونوی سہلی آگری

یانس تیانوی وی —

(۱۵) کلی تے گنتی کے واس سوڑاونی سی ہی پر لا گونی

واری یا ویکلی آھے —

(۱۶) واری یا کونھی داتارو تھم تھیلپیت گنتی کری تر

سہشتم انگری یاہی پرتی —

(۱۷) (کا) راوے ہا دھر موسی ہی پرو چاتی تی وڑ سہشتی

انگری یاہی سہاگری پرتی پالوین —

(۱۸) جہارے آچی جہے قس جے تک آگری ساہی آڑکھے

پاتھے تے توکے آگراس آ پر —

(۱۹) جہارا وے تی روڑوا واری سہی ہی پرو ساسن وی شے

بھوک باری دھر موسھاگری پر —

(۲۰) تی پالارا آکھائانے پورر دِشے ناؤں مہاتارے یاچی

باری اتر دِشے چورتے باری پش —

(۲۱) چم دِشے پاتھی یالا وری دِشن دِشے کونشتی یاچی

واری الیئی آکھائنے چی —

(۲۲) آروی وارتنی آھی پالک ورت آکانہا کولی آ پوگووا

آواس دے او —

(۲۳) ویدہ مہدتاری یا دچاھرمو دے او وی او مہاتارے

آیا واتھے رے پیکی وا وندے اک گہات —

(۲۴) آمبے یاری سومہال مہاتارا راتھت ناگ دیو بھای

دار یوم سدے سیٹھی —

(۲۵) ساو مہاتارا تادے او کاوندے مہاتارا سوہ مہاتارا

گورو مہاتارا —

(۲۶) ساچ کار سو صدیو جوتادیو ورے کرو ورت آ موپل

پاتھے نو ناگلا پاتھے نو —

(۲۷) وے را کرو ہیچن ۱۸ ٹکھہہ کوونی سہگری پرتی

پالاوین آنہ پراچیں ساکشیتا —

(۲۸) ناگاؤ جھے تی پیکی پتیگو مہد داؤ وار آیا شجی

داؤ وار آیا —

نہوند ۲ ایک کتبے کی فقل ہے جو ناگاؤں ضلع قلابہ

(جنوب بمبئی) کے مندر بھیہیشور میں کندہ ہے —

اس کا سنہ پہلی ہی سطر میں درج ہے - اور قابل

لاحظا بات یہ ہے کہ اول سنہ ہجری دیا ہے اور اس کے بعد سالہائیں کا سنہ (شکے) ہے —
اصل الفاظ یہ ہیں ”ہجرت ۶۹ سکو سموت
(سہت ۱۲۸۹) —

یہ ظاہر ہے کہ ہجری سنہ ۶۹ نہیں ہوسکتا۔ یا تو اول کا ہندسہ مت گیا ہے یا محض اختصار کے خیال سے سینکڑہ کا ہندسہ چھوڑ دیا گیا ہے جیسے آج کل عام طور پر رواج ہے کہ سنہ ۱۷ ع لکھ دیتے ہیں۔ اور اس کے قبل بخپال اختصار ۱۹ کا ہندسہ ترک کر دیتے ہیں —
سالہائیں سہت سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۷۶۹ ہجری ہے —

دوسری بات اس میں دیکھنے کے لائق یہ ہے کہ اس مختصر کتبے میں ایک دو فارسی الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ ایک لفظ تو ”جمعیت“ کا ہے۔ جو دوبار آیا ہے، دوسرا لفظ ”ساز کار“ ہے —

تیسری بات یہ ہے کہ اس میں تین مسلمانوں کے نام آئے ہیں۔ دو تو جمعیت سے تعلق رکھتے ہیں جو غالباً فوجی افسر ہوں گے جن کے نام مسجد داور مسجد شجوار (یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اصل لفظ کیا تھا جسے بگڑ کر شجوار بنا لیا گیا ہے) تیسرا نام شیپرو ہے جو مدارالہام تھا اور جس کے متعلق کتبہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ ہر چیز کا بیوپار کرتا تھا۔ اس وقت یہ صحیح

طور سے معلوم کرنا مشکل ہے کہ اصل نام کیا تھا - اس تعریف سے کہ وہ ہو چیز میں تجارت کرتا تھا اُس کے مسلمان ہونے کا یقین ہوتا ہے اس لئے کہ اس زمانے میں نیز اُس کے بعد بھی اضلاع کوکن و ملا بار میں اس قسم کے تاجر سب عرب مسلمان ہوتے تھے - علاوہ اس کے یہ نام آریائی اور دراوڑی زبان کا نہیں معلوم ہوتا - چوتھی بات غور کے قابل یہ ہے کہ سنہ ۶۹ ہجری

عربی الفاظ میں تحریر ہے —

پانچویں بات دیکھنے کی یہ ہے (جیسا کہ اس کتبے سے معلوم ہوتا ہے) کہ اگرچہ اس ریاست کا فرماں روا دولت آباد کے جاہلو خاندان کا خود مختار راجہ تھا اور وہاں اسلامی حکومت کا مطلق کوئی اثر نہ تھا، تاہم فارسی الفاظ وہاں بھی پھینچ گئے تھے —

ایکناٹھ پٹن (ضلع اورنگ آباد) کا مشہور شاعر، سادھو اور مصلح گزرا ہے - اس نے سترھویں صدی کے اوائل میں انتقال کیا - اس کے کلام میں سے ذیل میں ایک فرضی عرضداشت کی نقل لکھی جاتی ہے —

अर्जदास्त

अर्जदास्त अर्जदार । बंदगी बंदें नवाज

अलेकें सलाम । साहेबांचे सेवेसी

बंदे शरीराकार । जीवाजी शेखदार

बुवाजी कारकून । प्रगणे शरीराबाद

फिल्हे कायापुरी । सरकार साहेबांची

आज्ञा घेऊन स्वार जालों तो प्रगणे मजकुरीं येऊन सरकार काम करावयास लागतो तो. प्रगणे मजकुराचे जमेदार दामाजी सेठ्ये व क्रामाजी महाजन व मनीराम देशमुख व ममताई देशपांडिण क्रोधाजी नाईकवाडी ऐसे हरामजादे फार ओहेत ते सरकार कामाचा कयास चालूं देत नाहीत. दामाजी शेठ्या कचेरीस येऊन जोम धरून बसतो, मनीराम देशमुख आपलें काम परभारें करून घेतो. ममताई देशपांडिण इणे तमाम तफरका केला तो साहेबापासून जरासंध चोपदार आला त्यानें खबर केली कीं मागून यमाजी पंताची तलब होणार. त्यास त्या धास्तीनें तमाम परगणा वीस झाला. वितपशील कलम डोळस वाडीस मात्र कांहीं रुई छुई वस्ती राहिली कानगांव तों बंद जालें. दोन्ही वेशींचीं कवाडे लागलीं. नाकापुरास वहाव सुठले. तोडापुर तो तफरका झालें. दंताळ-वाडी वीस पडली. दिवे लागणी देखील राहिली नाही कसगांवची पांढर जाली शिरापुरचा लोक दरोबस्त थर थरा कांपतो हातगांव कसाल्यानें जर्जर जालें. त्यांच्यानें आतां कांहीं लावणी होत नाही. पायगांवचीं मेठे बसलीं. दोपरपूरची राहिली. चरण गांव चाली सरली. ऐसी परगण्यांत कीर्दी बुडाली. यावर सरकारी काम सुरू करीत होतां तो मयाजी पंताची परवानगी आली कीं, हुजूर येणें. आपणास साहेबाचा आश्रय आहे. एका जनार्दन वंदा । बंदची रोशन होय । हे अर्जदास्त.

عرضداشت

عرضداشت عرضدار بندگی بندہ فواز —

علیکم سلام صاحبانچے سیوے سی بندے شریراکار

جیواجی شیکھدار —

بڈھاجی کارکن پرگنہ شریراباد —

قلعہ کایا پوری سرکار صاحبانچی —

دنیا گھاون سوار جالوں تو پرگنہ مذکورین لے اون سرکار

کام کراویاس لاگتو تو پرگنہ مذکورچے —

مرہٹھی زبان پر فارسی کا اثر

جمعہ دار داماجی شیتے و کاماجی مہاجن و منی رام دیس مکھہ
و مہتائی دیش پانتدین کرو دھاچی
نائک واری ایئے سے حوام زادے پھار آہیت
تے سرکار کاماچا کیاس چالو دیت ناہیت -
داماجی شے تیتھے کچیریس اے اون جوہ دھرون بس تو سنی
رام دیش مکھہ آپلین

کام پر بھاریں کورن گھے تو مہتائی دیش پانتدین ایئے تھام
تفرقہ کیلا تو صاحبہ پاسون جراسندہ چوبدار آلا تیانے خبر کیلی
کیں ماگون یہاجی پنتاچی طالب

ہونار تیس تیا دھاستی لے تھام پورگنہ اوس جھالا بتپشیل
کلم تواس واریس مانر کھیں روئی جوئی وستی راہیلی
کان گاؤں تو بند جالے دونہیہ ویشی چیں کواڑیں لاگی -
ناکہ پوراس وھاؤ سو تلے توفنداپور تو تفرقہ جھالے دننن
واری اوس پڑی -

دیوے لاگنی دیکھیل راہلی ناہیں - کیس گاچی پانتدھری
جالی شراپورچا لوک درو بست تھر تھرا کا پتو ہات گاؤ
کسالیمان جرجرجالے تیاچیا نے آتا کھیں لاؤنی ہوت ناہیں
پاے گاچی مینتھے بسلی تھوپر پورچی

راہیلی چرن گاو چالی سرنی اٹیسی پرگنیات کردی بڑالی
یاور سرکاری کام سرورکریت ہوتوں تو مہاجی پنتاچی پروانگی
آلی کی حضور اینے آپناس صاحبانچا آشریہ آھے ایک جنار دھن
بندہ بندگی روشن ہوے ہے عرضداشت -

یہ ایک عرضداشت ہے جو روح نے خدا کے نام لکھی اور جس میں - بتایا ہے کہ دنیا میں آکر سمجھہ پر کیا واردات گزری —

ایکناٹھہ نے اس کا نام ”عرضداشت“ ہی رکھا ہے اور یوں شروع کیا ہے —

”عرضداشت عرض دار، بندگی بندہ نواز، علیکم سلام“
یہ خاص اسی کے الفاظ ہیں اس کے بعد اصل عرضداشت کا مضمون شروع ہوتا ہے جس میں بہت سے عربی، فارسی الفاظ آئے ہیں۔ مثلاً صاحب، بندہ، شہکھدار (شقدار) کارکن، شریر آباد، قلعہ کا یا پوری (اضافت ساتھ استحصال کیا گیا ہے) سرکار، سوار، مذکور، زمیندار، و، حرام زادہ، قہاس، تھام، زبردست، تفرقہ، چوبدار، جز، طلب، بہ تفصیل کلام، دخیل، دروبست، شروع، پروانگی، حضور، بندگی روشن —

خاتمہ ان الفاظ پر کیا ہے۔ ”بندگی روشن ہوئی۔“
ہے عرضداشت، اس ملک میں اب تک سرہتی درخواست کے خاتمہ پر یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں —

یہ نمونہ ہے۔ اس وقت کی سرہتی درخواستوں کا۔ اس عرضداشت کا سنہ تحریر تقریباً سنہ ۱۵۸۸ ع ہے۔ تقریباً اسی زمانے کی ایک اور تحریر پیش کی جاتی ہے۔ یہ ایک خط ہے جو راجہ انکوش راؤ نے سنہ ۱۵۷۶ ع میں اپنے کارکن کو لکھا ہے —

خط

پوش شہے دشمی شکے ۱۳۹۸

از رخت خانہ راجہ شری انکوش راؤ راجہ گوساوی
 بجانب کارکنانی تپ کھیر بارے بداند سرو سیت بعین
 و تسع مایہ دیش مکھانی تپ مجکور و انعامتی و ہکلا
 جہاو باجہ انعامتی و سیتے سنبھوجی و بابروچی و دیشکو
 و تپ مجکور بار بھوگوئے تصرفاتی وزیرانی کار کردی
 در کار کردی پیسجی تا ملک سرک ملک کاسن ملوک
 چالی لے آہے قیسے چال وی نے - اُیسی گھرد کھتاچی
 رجا ہوئے معلوم جہالے دیش مکھاچی اسابتی و انعامتی
 و ہک لا جیہا و باجہ انعامتی و سیت سنبھوجی و
 بابروچی و دیس کو تپیے مجکور تھگ کول بھوگوئے
 تصرفیل تا کار کردی پیسجی و جیرانی چالی لے آہے تینے
 یوسانے چال ویجے اسیلی کھرد کھت دیسمکھا سی اسو دیجے -
 تالیک لے ہون کھای جے مور تپ تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث
 [پوہ ۱۱ ۴ شہے ۱۷۹۷]

अज रखतखाने राजश्री अंकुशराव राजे गोसावी बजानेबू कारकूनानीतपे
 खेड बारे बिदानद सुरू सीत सवन व तिसा मया-देशमुखानी तपे मजकूर व इना-
 मती व हकलाजिमा व बाजे इनामती व सेते संभूजी व बाबरोजी व देसकु
 तपे मजकूर बार मोगवटे तसरफाती बजिरानी कारकीर्दी दर कारकीर्दी पेसजी
 ता मलिक सर्क मलिक कामन मुल्क चालिले आहे तैसे चालविणें - ऐसी खुर्द
 खताची रजा होय. माळूम जाहाले देशमुखाची इसावती व इनामती व हक
 लाजिमा व बाजे इनामती व सेत संभूजी व बाबरोजी देसकु तपे मजकूर
 ठाग कौल भोगवटें तसरफील ता । कारकीर्दी पेसजी व जिरानी चालिले आहे
 तेणें प्रमाणें चालविजे. असला खुर्दखत देसमुरवासी असो दीजे. तालीक लिहून
 घेईजे. मातव. तारीख ८ माहे सौवाल. सलास.

اس مختصر خط میں مفصلہ ذیل فارسی، عربی، الفاظ استعمال کئے گئے ہیں —

از رخت خانہ، بجانب، کارکنان، تپ کھتر بارے
(اضافت استعمال کی گئی ہے) بداند، شروع سنہ ست
سبعین و تسع مایۃ، دیشہکھاں (فارسی طریقۂ جمع)
تپ مذکور، انعام، حق لازمہ، بعضے، تصوفات، وزیر، درکار کرد،
پیشگی، ملک، ملک، خورد خط، رضا، معلوم، اصابت، قول،
اصل، تعلیق، مرتب، تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

اس میں صرف چند سرہتھی الفاظ ہیں باقی سارا خط
فارسی، عربی الفاظ سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے علاوہ طرز
تحریر فارسی ہے اور بعض جگہ سرہتھی میں فارسی سجاوٹ کا
لفظی ترجمہ ہے —

سترہویں صدی کی ایک تاریخی اور دلچسپ تحریر
اس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ یہ ایک خط ہے جو ملک علی
نے شاہ جی (والد شیواجی) کے پروہت دامودھر بہت
بن ناراین بہت اور اس کے بھائی راسیشور بہت کو عطا
جاگیر کے متعلق لکھا ہے۔ سنہ تحریر سنہ ۱۶۱۸ ع ہے۔
اصل سنہ جو اس خط میں درج ہے وہ ھجری ہے اور
دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اصل عربی الفاظ کو سرہتھی
حروف میں لکھا ہے۔ یعنی ” تسع عشر الف - ۱۰ شوال“

इ. स. १६१८ चा एक लेख.

अज दीवाणे रख्तखाने खास बेनानभू कारकुनानी व देस मुखानी पा ॥
पुणे व मुकसाई यानी व हुदेदानी अजहली मुकसाई हाल व इस्तकवाल व

مोकदमानी मौजे देउलगो नजदीक आलेगौ कर्पाती पाटस पा ॥ मजकूर बदा-
नद सु॥ सन तिसा असर अलफ दामोदर भट बिन नारायन भट व रामेश्वरभट
बिन नारायन भट साकिन आखी मुद्गल बंदगीइजरती मालूम कैलें जे, आपणी-
यासी इनाम जमीन सेत खुद ख सा दोरी सवादरसवाद मौजे देउलगौ नज-
दीक आलेगौ कर्पाती पाटस परगणें मजकूर वा ॥ हुजती हैवतखान सलास
अलफ ओहे. येणें प्रमाणें फर्मान करुन देणें म्हणून रोखा ममलकत मदारी
मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० माहे सौवाल ओहे फर्मान
मन्हामती होये मालूम जालें-वा ई आ॥ ती दिवाण खासा वराय ई सके ७ देवविले
दामोदरभट बिन नारायणभट व रामेश्वरभट बिन नारायनभट साकिन आरबी
मुद्गल. यासी इनाम जमीन सेत खुद खासा दोरी सवादर सवाद मौजे देउलगौ
न ॥ आलेगौ कर्पाती पाटस पा मजकूर वा हुजती हैवतीहवतखान सलास
अलफ दिषले ओहे -तेणें प्रमाणें करार केलें असे त ॥ सवा असर अलफ ऐसा
भोगवटा व तसरफाती चालत असेल तेणें प्रमाणें दुमाळा कीजे दर हर साल
फरमानाचा उजर न कीजे, तालीक धेउन असली फिरावून दीजे, वा रोखा
मा॥ मा॥ मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० सावाल प्रा
दामोदर भट व रामेश्वर भट सेत दोरी सवा वा सवाद दफतर यास मार्तव सूद

یہ خط شروع سے آخر تک فارسی الفاظ سے بھرا ہوا

ہے اور اس میں فارسی سورھتی الفاظ کا تناسب (قطع

نظر اعلام کے) یہ ہے —

فارسی الفاظ ۱۲۷

سورھتی ۳۸

فارسی الفاظ کے فیچے امتیازی کے لئے خط کو پینچ

دیا گیا ہے —

ہم اس خط کو فارسی حروف میں لکھتے ہیں اور سرہٹی الفاظ کو قوسین کے اندر دکھاتے ہیں ۔ اس سے صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ اس ایک خط میں کس قدر فارسی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے ۔

از دیوان رخت خانہ خاص بجانب کارکنان و دیہتمہان
 پرگنہ پونا مقاسائیان و عہدہ داران از ہتی حال و استقبال
 و مقدمان موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے گٹو) قریاتی
 (پائس پاتیل) مذکور بدافد - شروع سنہ تسع عشرائف
 دامو دھر بہت بن فارین بہت و رایشور بن فارین
 بہت ساکن اردی مدگل بندگی حضوری معلوم (کیلے زے
 آپن یاسی) انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ دوری
 سوا در سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے گٹو)
 قریاتی (پائس) پرگنہ مذکور بدل حاجتی ہیبت خان
 ثلاث الف (آھے مینے پرمانے) فرمان (کروں دینے منہوں)
 روخا مہکت مدار مالک عنبر (ایک اندر) انعام داران
 تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال (آھے) فرمان موحہتی
 (ہوئے) معلوم (جہالے) بدل انعام (اکا رتی)
 دیوان خاصہ برائے رقعہ (ساتھ دی دے)
 دامو دھر بہت بن فارین بہت و رایشور بہت بن فارین
 بہت ساکن اردی مدگل انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ
 دوری سواد سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آئے گٹو)

قریاتی (پاتس) پر گنہ مذکور بدل حاجتی ہیپی ہیبت خاں
 ثلاث الف (دھلے آھے تینے پر مانی) قرار (کیلے آسے تے) سبع عشر الف
 (جیسا بھوگ وٹا) و تصر فاتی (چالت اسپل تینے پر مانی)
 د نہا لہ (کیڑے) در ہر سال فرمان (چا) عذر نہ کیڑے -
 تعلیق (گھیبوں) اصلي (پہراؤں دیڑے) بدل رخا مذکور
 ملک عنبر (اک اندر) انما مدارانی تسع عشر الف + ۲ ماہ شوال
 (پر مانی) دامو دھر بہت و رایشور بہت (سمت دوری سوا بدل
 سواہ دفتر (باس) مرتب سد -

ذیل میں ایک اور خط نقل کیا جاتا ہے جو دیانت راو
 وزیر مال سلطان عالی عادل شاہ نے نیلاو سوندیو سوز مدار
 (معتوم مالگداری) شیواجی مہاراج کو لکھا ہے -
 سنہ تحریر سنہ ۱۶۵۶ ع ہے -

श्री

१६५६ ई. स.

अखंडित लक्ष्मीप्रसन्न परोपकार मूर्ति राजमान्य राज श्री निलोपंत गोसावी यास-
 ॥ छ सेवकें दियानतराऊ नमस्कार विनंति उपरि -- मौजे उझाडें किल्ले बंदन
 माहताजी गांव चालत असतां सांप्रत नुर खानास खा जालाह होता -- यावरी
 हुजूर मालूम होऊन माहालीचें देहे माहालास मोकरर केले असें तरी मौजे मा ॥
 किल्लेचे किल्लेस दुंबला केले पाहिजे - पहिलें नूरखानाचे विषयी लिहिलें होतें.
 यावरी न च जा तो किल्ले मजकूरास दुंबला करणें पुढें नूरखानांचे विषयी
 लिहिलेया त्यास दुंबाला न करणें माहताजी गावा विषयी विनाजी - कोन्हेरीपंत
 सांगतील त्या सारखें पारपत्य देखील [केलें] पाहिजे. किल्ले बंदन आमचें
 वतनस्थल ओहे -- त्याचें मदत्त करावयास अंतर पडो न देणें बहुत लिहिणें
 नलगे [मोर्तब सूद]

سری

اکھٹیت لکشمی پرسن پروپ کارمورتی راج مانیے راجے
 سری نیلو پنت ڈوساوی یاس سیوکے دیانت راؤ نہسکار ونمتی
 اوہری موجے اوچاتے کلے بندن مہاتاجی گاو چالت
 آستا سام پرت نورخاناس کھاجالاہ ہوتا یاوری حببور معلوم
 ہو اُن مہالی چے دیہے مہالاس مکرر کیلے تری آسے موجے ما
 کلے چے کیلےس دنبالہ کیلے پاہیجے - پہلے نورخاناچے ویشٹین
 لہی لے ہوتے یاوری نیچ جاتو کلے معکوراس دنبالہ کرنے
 پورھے نورخانا چے ویشٹین لہی لے یا تپاس دنبالہ
 نہ کرے مہاتاجی گاوا ویشٹین و ناجی کونہیری پنہ
 سانگتیل - تپا سارکھے پار پتہیے دیکھیل کیلے پاہیجے
 کلے بندن آسچے وتن ستھل آھے - تپاچے مدت کرایاس
 افترو پڑو نہ دینے بھوت لہی نے نہ لگے مرتب سی -

اس خط سے یہ معلوم ہوگا کہ مرہٹی طرز تحریر
 میں ایک نئی تبدیلی واقع ہوئی ہے - اب تک فارسی
 الفاظ اور جملے بعینہ مرہٹی زبان میں استعمال ہوتے تھے -
 لیکن اس خط کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ فارسی عربی
 الفاظ کا استعمال کچھ کم ہوتا جاتا ہے - لیکن فارسی
 معاورات اور جملوں کا لفظی ترجمہ مرہٹی زبان میں
 شروع ہو گیا ہے - اور گو الفاظ مرہٹی ہیں مگر طرز

۳۶ مړهټی زبان ډر فارسی کا اثر
تحریر اور اسلوب بیان میں فارسی زبان کا رنگ صاف
نظر آتا ہے ۔ مثلاً

” اکھت لکشمی ډر سن “

अखण्डित लक्ष्मी प्रसन्न

دام دولتہ کا لفظی ترجمہ ہے —

” ډرو ډکار مورتي “ परोपकारमूर्ति احسان مجسم کا ترجمہ ہے۔

” سيوک “ सेوک ښنده کا ترجمہ ہے —

” موضع اُجهار تا “ اور قلعه دندان ۾ دونوں اضافت

کے ساتھ استعمال هوئے هيں —

” معلوم هوؤں “ اور ” مقرر کي لے “ ۾ معلوم شد اور

مقرر کون کا لفظی ترجمہ ہے —

خط کا خاتمه فارسی کے ان الفاظ کے ترجمہ پر هوا

هے ” زياده چه نويسم “ ۾ جملہ اس وقت سے اب تک

مړهټی خطوں کے آخر میں استعمال هوتا هے —

نقل خط شیواجی مہاراج

श्री

२६ जूले १६७७

खास्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल संवत्सरे श्रावण शु ॥ ७ सप्तमी गुरुवारे
क्षत्रिय कुलावतंस श्रीराजा शिवछत्रपति यांसी यशवंतराज शाहजी कदम नाम-
जादकोट बालगुडानूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे :—

कोट मजकूरी इसमें नामजाद आहे व एक जिन्नस ही शिछक थोडा बहुत आहे-
एसियासी त्याच्या लिहिणि यासी लिहणार पाहिजे म्हणून त्यावरी तामाजी नारा-
यण यासी जमा करून पाठाविलें आहे. तैनात दरमाहे हौंन प्रार ३ तीन रास
केले असेल, इ॥ प्रो पासून बजावाटा उखेटी प्रो बजा करून बाकी बेरीज माहे

در ماہی آداا کریت جائے، आणि त्याचें होतें कूट मजकुरी लिहिण्यानै काम
घेत जाणें—आणि कागद बाब लिहिण्यामा फक देत जाणें—मजुरा असे लेख नसिमा.

{ भी शिव चरणीं तत्पर }	मर्यादेयं
{ अथर्वक सुत मोरेश्वर }	विराजते

सुरी

सुसुती सुरी राजिया بهيشك شك ۴ پنگل سنوت سرے
سراون شدے (۷) سپتهی کرو وارے کشتريہ گلا
وتنس सुरी راجہ شیو چھتر پتی یانسی ایشونت راؤ شاه جی
کدام نام زاک کوت بال کوتا نور یاسی ادفا کیلی اے سی ہے
کوت مہکوری ہسے نام زاک آہے و ایک جنس ہی
شاک تھوڑا بہوت آہے دیسی یاسی تیا چیا لیہی فی یاسی
لیہی فار پاہیچے منہون تپاوری تیہا جی نارائن یاسی ہیا
کروں پاتھوی لے آہے تیہات در ماہے ہوں پرار (۳) راس
کیلے اسیت لی پرمانے پاسوں بجا واتا اور کھیٹی پرمانے
وجا کردن باکی بیویچ ماہے در ماہے ادا کریت جانے آئی
تیہاچے ہوتیں گٹ مہکوری لیہی فی یاچے کام گھیت جانے
آئی کاگد باب لیہی فی یا ساپہک دیت جانے مہجورا اسے لیکھہ نسیہا

(سری شیو چرنی تپیر) سر یاک ٹیہی

(تر بلک سوت سوریشور) وراجتے

یہ خط شیوا جی مہاراج نے ۲۶ جولائی سنہ ۱۶۷۷ ع

میں اپنے ایک سودار ایشونت راؤ شاہ جی کدام کے نام

لکھا ہے۔ یہ خاص طور پر قابل توجہ اور قابل لحاظ ہے پہلے ذکر آچکا ہے کہ شیواجی مہاراج نے فرمان جاری کیا تھا کہ فارسی عربی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ اور لغت بھی اس غرض سے تیار کی گئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ مروجہ کے بجائے سنسکرت الفاظ بنائے جائیں۔ یہ خط شیواجی مہاراج کی وفات سے دو تھائی سال قبل کا ہے لیکن باوجود اس احتیاط اور احتراز کے اس چار سطر کے مختصر سے خط میں مفصلہ ذیل الفاظ عربی فارسی کے استعمال کئے گئے ہیں۔

- (۱) مذکور (۲) حشم (۳) نامزد (۴) جنس
(۵) سلک (۶) جمع (۷) تعینات (۸) در ماہ (۹) راس
(۱۰) وضع (۱۱) باقی (۱۲) ماہ در ماہ (۱۳) ادا (کرنا)
(۱۴) کاغذ (۱۵) باب (۱۶) موافق (۱۷) معبرا۔

قطع نظر اس کے ایک قابل غور امر یہ ہے کہ ان فارسی عربی الفاظ کے علاوہ جو عبارت اس خط میں مندرج ہے وہ فارسی طرز تحریر کی نقل ہے۔ اور فارسی کے جملوں اور معادرات کا لفظی ترجمہ ہے۔ مثلاً خط کے عنوان کا ترجمہ یہ ہے۔

”سن جلوس ۴۔ ساون تاریخ ۷۔ روز پنجشنبہ۔“

فخر خاندان چہتریان شری راجہ شیو چہتر پتی (شہنشاہ)

ایشونت راؤ شاہ جی کدم نامزد قلعه دال گدا نور حکم
فرمود کہ —

خاتہہ پر جو سہر ہے اس کے الفاظ بھی فارسی سہروں
کی نقل ہیں —

نقل خط کویندہ راؤ کالے (وکیل پیشوا بہ دربار
حیدر آباد) موسومہ نانافر نویس سورخہ ۱۷ جولائی سنہ
۱۷۹۵ ع

۱۷ جولائی ۱۷۹۶ ع. س. شری

وینتے بیجاپتا مہسا رےم آفیلے جمیت و توپخانیا سڈا سگارڈی پٹےس
گےلے. سگارڈی باغاناگراہن ۱۷ کوس آہے. تاس مہسا مچکڑ یاہی پٹےس
مہی لہون توفاچی مارگیری کران پٹ پٹلی. ہیکڈال لک فار جاتا
ہالے. پٹےت وستی نہہتی پٹےت مانت ہوتے تے نیہون گےلے. ساہت ماہاہن
اجم ساہےب و باسیمیا یاہس جمیت سڈا رانا کئےلے تاس ابہہ میہون
سڈا پانچشوار آہےت. تاس پانچ سات دیوس درگاہول باغاناگراہن دیون
کوساوار مڈام ہوتا. رات دیوس چوکی پہار! ہشاریہے ہوتے. پاستوت درگاہا
وارن کچ کران پٹے سگارڈی پٹےچے سمارے گےلے کونے ہی پکارے مسارےم یاہس
جانن میٹاہے. ناہی تر شیدی ابڈوہاخان ٹار ہالے. لک مارٹ ہونن
راہیلے. تے پراہندا ہالے جہمی اہیاپ یےہے یےتا. ساہت ورتمان کی ہد-
رچا کھلا پٹلہانتر سداشیو رڈی آفیلے جمیت سڈا لاہماہا پاہن
گاہب آہے. ۱۷ ۲۹ جیلہج ہے بیجاپنا

سری

وننتی وہ نیا پتا موسا ریہو آپلے جمیت و توپ کھانیاں
سدا سگارڈی. پیٹھیس کیلے. سگارڈی ہگا نگرا ہون

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

۱۸ کوس آھے۔ قیاس موسا مجکور یا نی پیٹھیس مورچے
لا اُرن توپھا مار گری کروں پیٹھہ گھیتلی۔ ہکزیل لوگ پھار
جایا جہالے پیٹھیت وستی نہوتی پیدے ماتر ہوتے تے
نگھون کیلے سامپرت ماگا ہون اجم صاحب و گھانسی میان
سوسا ریہو یاس جھیت سدھا رواذا کیلے قیاس اورکھے ملون سدھیا
۵ شے سوار آھے قیاس ۵-۷ دیوس درگاہ جوں بھاگا
نگرا ہون۔ دون کوسا ور مکام ہوتا۔ راترا دیوس چوکی
پھارا ہشیاری نے ہوتے پرس توت درگاہ ورون کوچ کروں
پورھے سنگارتی پیٹھے چے سہارے کیلے کوئے ہی پرکارے
یاس جاؤن میلارے۔ نا ہی تر شدی عہد اللہ خاں تھار
جہالے۔ لوک گارت ہو اون راہیلے تے پرائلدہ جہالے جکھمی
ادیابی ایتھے ایتات سامپرت ورتھان کی بیدر چاکلا گھیتلا ننتو
سدھا شیور تی آپلے جھیت سدھا لاگ بھاگ پاہون غائب آھے۔
سنہ۔ چھہ۔ ۲۹ ذالحج ہے ودنیا پنا:—

اس خط میں تاریخ ہلالی عربی الفاظ میں لکھی ہوئی
ہے۔ سنہ ۱۸۴۸ ع تک سنہ و تاریخ تھام سرہتی خطوط
و قرامین میں ہجری اور عربی الفاظ میں لکھے جاتے تھے۔
اس خط سے ایک امر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ
اٹھارویں صدی میں فارسی عربی الفاظ بلا تکلف استعمال
ہوتے تھے، مگر پہلے کی نسبت کم ہو گئے تھے۔ چناںچہ

اس خط میں فارسی عربی الفاظ کی تعداد (۲۸) ہے اور مرہٹی الفاظ کی تعداد (۸۴) ہے اور تقریباً یہی تناسب مرہٹی اور فارسی الفاظ کا اب تک مرہٹی زبان میں پایا جاتا ہے —

اب میں اُن اثرات کا ذکر کرتا ہوں جو فارسی نے مرہٹی زبان کی صورت و نحو پر قائلے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فارسی کا اثر محض اسما و صفات تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ زبان کے بنیادی عنصر تک پہنچ گیا تھا اور یہ اثر ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ دکن کی اسلامی حکومت میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات کس قدر کھلے تھے —

(۱) تمام ہندی زبانوں میں صفت اسم کے پہلے آتی ہے جیسے اچھا آدمی، شریو لڑکا۔ مرہٹی میں بھی یہی ہوتا ہے لیکن فارسی کے اثر سے بعض اوقات صفت اسم کے بعد آتی ہے۔ اس کا استعمال خاص کر سرکاری اور دفتری تحریرات میں زیادہ ہوتا تھا۔ مثلاً

اسم مذکور	ہسم مزکور
پندت مشارفے (مشارالہ)	پاندیت مشار نیلھے
راؤ اعظم	راو اجم
سال گذشتہ (سال گزشتہ)	سال گودست

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

انگریز وزارت مآب کانٹیکوار

شہسور بہادر

کمپنی بہادر

(بزرگ) بڑگاؤں بدرک

وطن دروہست

ایشتر پھاگڑا

پندت پنت پردھان

برگاؤں خورد

आग्ने वजारत माआव गाइकवाड

शमशेरबहादुर

कंपनी बहादर

बडगांव बुद्रक

वतन दरोवस्त

इष्टुर फाकडा

पंडित पंत प्रधान

बडगांव खुर्द

اگرچہ اوپر کی مثالوں میں اکثر فارسی و عربی کے صفات ہیں لیکن وہ مرہٹی اسما کے ساتھ مل کر استعمال ہوتے ہیں اور اُس کے تتبع میں بعض مرہٹی صفات بھی اسم کے آخر میں استعمال ہونے لگیں۔

جب اس قسم کے اسما کے ساتھ جو صفات کے اول آئے ہیں اُن اسما کی حالت بتانے کے لئے کوئی علامت لگائی جاتی ہے تو وہ بھی باتباع فارسی صفت کے آخر میں آتی ہے نہ کہ اسم کے آخر میں۔

شکندر سانیلا سکندر ثانی لا (لا علامت مفعول

بمعنی کو)

راؤ بہادر انا (نا علامت مفعول راو بھادورا

بمعنی کو)

پندت مشار نلھوس (ھیس علامت) پندت مشار نلھوس

مفعول بمعنی کو (

(۲) کسی ہندی زبان میں اضافت نہیں ہے۔ لیکن فارسی کے اثر سے سرہٹی میں بھی بعض الفاظ کے ساتھ اضافت کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ استعمال بھی زیادہ تر سرکاری اور دفتری تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً:

قلعہ رائے گڑھ کھلےراہگڈ

بندر دا بھول بندر دامول

شہر پونہ شہر پونے

علاقہ بھبھئی ہلاخا مہبھئی

ضلع قلابہ جیلہا کولابا

صوبہ گلبرگہ سوبہ گولبرگہ

یہاں بھی حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ کی علامت آخری لفظ کے ساتھ آئے گی۔ مثلاً:

قلعہ رائے گڑھ کھلے راہگڈ

بندر دا بھول بندر دامول

(۳) سرہٹی میں حالت مفعولی کی علامت لا (لا)

ہے جیسے رام لا (یعنی رام را)

یہ درحقیقت فارسی لفظ را ہے۔ ر اور ل کا بدل عموماً ہو زبان میں پایا جاتا ہے اس لئے اغلب یہی ہے کہ فارسی کا را سرہٹی کا لا ہو گیا۔ اس کا ایک بڑا

مرہٹھی زبان پر فارسی کا اثر

ثبوت یہ ہے کہ قدیم مرہٹھی میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا اس کا استعمال علاقہ گھاٹ ما تھا یعنی اضلاع پونا، ستارا، احمد نگر و شولا پور میں ستر اسی برس قبل بہت زیادہ تھا، اور یہ مسلم کہ کوکن پر اسلامی حکومت، رسم و رواج، اوضاع و اطوار اور زبان کا اثر بہ نسبت دوسرے اضلاع مرہٹواری کے بہت کم ہوا۔

فارسی کا یہ حیرت انگیز اور عجیب اثر ہے کہ اُس نے اپنی علامت مفعولی کو مرہٹھی میں داخل کر دیا۔ حالانکہ مرہٹھی میں اس کے لئے دوسری علامتیں بھی موجود تھیں۔

(۴) فارسی کے بعض حروف جار بھی مرہٹھی میں بلا تکلف استعمال ہوتے ہیں اور مسئلہ اور فصیح افشا پر داز انہیں اسی طرح استعمال کرتے ہیں جیسے مرہٹھی حروف جار کو مثلاً۔

در (در دیوس، در روز، در دیوس، در روز)

در ورشی

در مرہٹھی میں بھی معنی دیتا ہے جو فارسی ہر

دے کھیل یعنی کھیل۔ یہ देखیلا

مرہٹھی میں بطور حرف

جار آتا ہے اور اس کے

معنی بھی کے آتے ہیں۔

تے (فارسی تا) چالیس تے چالیس تے

پناس یعنی چالیس تا پچاس

تلجا پور تے عثمان آباد

بعد از - بعد از بوسات

(قدیم مرہٹی)

از - از رخصت خانہ

بعض فارسی حروف جار مرہٹی میں اسم متعلق کے بعد

آتے ہیں اُردو میں بھی اُن کا استعمال اسی طرح ہے۔ مثلاً

بہل بدل دیوئی عوض برابری برابر برابر دیوئی سوائے

نزدیک نزدیک نزدیک نزدیک نزدیک نزدیک نزدیک نزدیک

تحت کا لفظ مرہٹی میں بطور حرف جار تا (تک)

کے معنوں میں زور پیدا کرنے کے لئے آتا ہے یعنی

پارلیمنٹ پاسن کالیکٹر پریٹ

ان مثالوں میں اگر تحت کا لفظ استعمال نہ بھی کیا جائے

تو مضائقہ نہیں۔ یہ حرف تک (تا) کے معنوں میں زور

پیدا کر دیتا ہے —

(۵) فارسی کے اکثر حروف عطف بھی مرہٹی میں

استعمال ہوتے ہیں۔ ایک دو ایسے بھی ہیں جو قدیم

مرہٹی میں استعمال ہوتے تھے مگر اب متروک ہو گئے

ہیں۔ جیسے :

دوہم سیوم سیوم سیوم دیکھیل

ہمیش یعنی ہمیشہ ہرہمیش ، محض زور دینے کے لئے آتا ہے ، وارم وار ، وار ، بار سے ہے اور بارم بار سے مطلب بار بار سے ہے —

چھان عربی کا شان ہے —

یہی کے معنی مرہٹتی میں اسماء کے ہیں ۔ یہ لفظ غالباً فارسی کے لفظ آئیندہ کا بگاڑ ہے اور معنی بجائے مستقبل کے حال کے ہو گئے ہیں —

گدستہ یعنی گذشتہ —

ایکتا فارسی کا یکتا ۔ اس کے معنی مرہٹتی میں تنہا

اور اکیلے کے ہیں یعنی یکہ و تنہا —

دوتا فارسی دوتا —

دیکھیل عربی لفظ دخیل ہے ۔ مرہٹتی میں اس کے معنی بھی یا نیز کے ہیں ۔ چوں کہ بھی کے آلے سے ایک شے کے ساتھ دوسری شے بھی داخل ہو جاتی ہے اس لئے اس کے یہ معنی قرار پا گئے —

(۸) فارسی کے بعض ضماثر یا صفات ضمیری بھی

مرہٹتی میں استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً

خود خود

فلانا (فلاں) फलाना

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

हर हर

हर एक हर یک وغیرہ

(۹) جس طرح فارسی میں اسماء کے آخر میں (ی) بزہادینے سے صفات بن جاتی ہیں اسی طرح سرہتی میں (ی) کے اضافہ سے صفات بنائی جاتی ہیں۔ یہ قاعدہ بھی فارسی سے لیا گیا ہے۔ جیسے

ढेंगर (پہاڑی) دगड़ी (دگری) (پتھریلا) तोंडी (توندی) (زبانی)

(۱۰) فارسی میں یہ قاعدہ ہے کہ اسماء یا صفات کے آخر (ی) لگا کر اسمائے کیفیت (یا حاصل مصدر) بنا لیتے ہیں یہی طریقہ فارسی سے سرہتی میں پہنچا ہے۔ اور سرہتی الفاظ کے آخر میں بھی (ی) بزہا کر اسمائے کیفیت بنائے جاتے ہیں غیر زبان کے لفظ کے ساتھ بھی جو سرہتی میں مستعمل ہیں، یہی عمل ہوتا ہے۔ مثلاً

बैद्यकी (بیدکی) मास्त्री (ماستری) मानिकी (ماٹرکی) माफ्ठी (مافتری) दोस्ती (دوستی) बहादुरी (بہادری) मैत्री (میتری) साक्षी (ساکشی) माईबंदी (مائی بندی) कारागिरी (کاریگری)

(۱۱) بعض اوقات سرہتی میں اسمائے کیفیت بنانے کے لئے کی یا کی اسم ہام کے آخر میں اضافہ کرتے ہیں فارسی میں اس غرض کے لئے علامت کی صورت انہیں

اسما یا صفات کے آخر بڑھائی جاتی ہے جن کے آخر ہوتی
ہے جیسے بندہ سے بندگی، بیچارے سے بیچارگی، لیکن
سرھٹی میں اس کی کوئی قید نہیں۔ مثلاً:

فشارکی، ہوشارکی، شاہاسکی، شہاسکی، دین کی
پاٹیلگی، ماہارکی، ماہارکی، بیداگی، ماسٹر کی
پوٹگی، نیم کی (نیم سے) پاو کی، پاؤ کی وغیرہ وغیرہ۔
(۱۲) بعض اوقات فارسی علامات دار، باز، خور،
گار، کری، جی یا چی، داں یا دانی، خانہ، بان، وار، سرھٹی
کے الفاظ کے آخر میں بڑھائی جاتی ہیں اور وہی کام
دیتی ہیں جو فارسی میں مثلاً:

دار، دار، دلدار، تاجدار، تعبیلدار، ایتدار
دھم دار، تم دار، پیلدار

باز (باج) چن باز، کوبہ باز، کاوے باز
کایدہ باز، کائیڈے باز، ایت باز، کلبہ باز
خور، خور، بذات خور، شہکے خور، بھلخور
ادھل خور، چھانخور، ہانخور، بھانخور
گار، گار، کرتب گار، کامگار، کاسگار، پالگار
ماہیت گار

گیری، گیری، نٹوے گری، فوسوے گری
سار گری، سار گری، گلام گری

جی (جی) گھڑیاں جی بڈیال جی

دان یا دانی چھاوانی چھاوانی چھاوانی

پانپان پانپان پانپان

خانہ، بھوت خانہ بھوت خانہ بھوت خانہ

وار وار تھانے وار وار تھانے وار وار تھانے

مہینے وار وار مہینے وار

حالاں کہ سائنسی کے معنی گواہ کے ہیں لیکن اس کے

ساتھ دار کا لفظ بھی لگا دیا گیا ہے یہ عموماً انگریزی

اور پرتگالی الفاظ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے :

کنٹریٹ دار (یعنی تھکے دار) پگاردار

(تلخوار دار) —

(۱۳) جس طرح فارسی میں ایک لفظ کا تکرار درمیانی

الف وصل کے ساتھ ہوتا ہے اور اس سے ایک خاص

معنی پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح مرہٹی میں بھی

استعمال بکثرت جاری ہے اور یقیناً فارسی سے لیا

گیا ہے ۔ مثلاً :

توتّا توتّ توتّ توتّ توتّ توتّ توتّ توتّ توتّ توتّ

تھوکا تھوک تھوک تھوک تھوک تھوک تھوک تھوک تھوک

یہ الفاظ جن کے ساتھ درمیانی الف وصل واقع ہوتا

ہے عموماً دو حرفی سہ حرفی ہوتے ہیں —

(۱۴) بہت سے الفاظ مرہٹی میں ایسے ہیں جو دو لفظوں

سے مرکب ہیں اور ان کی ترکیب فارسی حروف وصل و کے ذریعہ سے عمل میں آتی ہے بعض اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بھی سرہٹی میں لے لئے گئے ہیں ۔ مثلاً :

راتوراٹ راتوراٹ مدمو مدہ مارو بھارو بھار
 तीर्थोतीर्थी तीर्थोतीर्थी तीर्थोतीर्थी तीर्थोतीर्थी
 (۱۵) فارسی میں بعض حروف اور الفاظ ایسے ہیں جو اسما کے شروع میں آتے ہیں اور ان کی ترکیب سے یہ الفاظ یا منفی صفات یا منفی اسمائے صفات بن جاتے ہیں سرہٹی میں بھی یہ حروف و الفاظ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً :

بے بتال بے تال بے تال بے تال بے تال بے تال بے تال بے تال
 بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے
 بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے
 بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے بے

نا ناپت ناپت ناپت ناپت ناپت ناپت ناپت ناپت
 ناسمج ناسمج ناسمج ناسمج ناسمج ناسمج ناسمج ناسمج

غیر غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو
 غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو غیسو
 لیکن عموماً اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بجنسہ سرہٹی میں مستعمل ہو گئے ہیں کہیں کہیں تلفظ میں کچھ فرق ہو گیا ہے یا بعض اوقات معنی میں بھی خفیف

سا فرق پیدا ہو گیا ہے - مثلاً :

کم کم قوت کم اککل کم عقل بےلا شک (بلا شک)
کم کم بے عقل , کم بختی ناٹایک فالایق بے مان
(بے ایمان) بے رواجی وغیرہ —

(۱۶) مرہٹی میں بعض الفاظ ایسے بھی پائے جاتے ہیں
کہ فارسی لفظ کے آخر میں سنسکرت علامت وقت یا
وان لگادی گئی ہے - مثلاً

نشیبوان نصیب وان اککلوان عقل وان دولتوان دولت وان
गरजवत गरज وقت اککلवत عقل ونت किमतवान قیمت وان
عقل مند کے معنی فارسی میں عقل والے کے آتے ہیں
لیکن مرہٹی میں اس شخص کو کہتے ہیں جس میں
عقل کم ہو یہاں غالباً مند وہی لفظ ہے جو ہندی
میں مندا ہے —

(۱۷) اسی طرح سے مرہٹی علامت شیر یا وائک فارسی
عربی الفاظ کے آخر میں آتی ہے - مثلاً :

कतहेवाईक तरह وائک (عجیب و غریب) مزے شیر (مزیدار)
हो शिर (ہوا دار) قاعدے شیر —

(۱۸) اسی طور پر فارسی الفاظ کے آخر میں اسم کیفیت
بنانے کے لئے مرہٹی علامت پنا لگا دیتے ہیں جیسے :

पाची पना ' سفید پنا ' نرم پنا وغیرہ —

(۱۹) سنسکرت میں ता بھجنی پن یا पना आता हे مرہٹی

میں فارسی صفت کہتر کے آخر میں تا لگا کر اسم کیفیت کے معنی پیدا کئے گئے ہیں جس کے معنی کہی کے ہیں۔ مگر اس کی کوئی اور مثال مرہٹھی میں نہیں ملتی —

(۲۰) مرہٹھی میں کثرت سے ایسے مرکب الفاظ پائے جاتے ہیں جن میں ایک لفظ فارسی عربی ہے۔ اور دوسرا مرہٹھی مثال کے طور پر چند الفاظ ذیل میں لکھے جاتے ہیں —

چار خرچ، نظر چوک، بازار بھاڑ، انگ زور، عقل تارہ، ازماس پتروک (بھائی بھتیجہ - ازماس آزمائش کا بگاڑ ہے) انگ محنت، قاعدے پنڈت، چور گشت، رنگ محل، راج رستہ، نگدی (نقدی) مال، جنگم جندگی (مال منقولہ جندگی یعنی زندگی) زمین اُتپن، جن جاہر یا جگ جاہر (جاہر یعنی ظاہر) —

(۲۱) علاوہ اس کے کثرت سے ایسے فارسی مرکب الفاظ مرہٹھی میں پائے جاتے ہیں جو خاص اغراض و معانی کے لئے مرہٹھے اہل زبان نے وضع کئے ہیں اور فارسی میں ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتے وہ صورت مرہٹھی کے لئے مخصوص ہیں —

ذیل میں کچھ الفاظ اس قسم کے لکھے جاتے ہیں —
زمین سر رستہ یعنی (زمین کا لگان)۔ قرض بازاری

سورہتی زبان پر فارسی کا اثر

(جس پر بازار میں ہر جگہ قرض ہے) کلم قسا ئی (یعنی قلم سے دوسروں پر ظلم کرنے والا) - کلم بہادر - کاغذی جوان (دبلا پتلا) - خریدی خط (دستاویز خرید) - زمین کتبہ (دستاویز زمین) - سرکار جمع (سرکار میں ضبط) - بازار بنگاہ (بیکار لوگ - جو لڑائی کے کام کے نہیں) - غیر سوجی (غیور موصی بھائی خفگی) - کبچے دلاں (قضیہ دلال بہ معنی لڑاکا ، جو ہر ایک سے لڑتا ہے) — (۲۲) بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں جن میں ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا سورہتی مگر ایک دوسرے کے مترادف ہیں اس قسم کے الفاظ کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں - مثلاً :

علاج اُپاے ، کات کسو ، کو ت قلعه ، خط پتھر ، خبر باتھی ، گلی کوچہ ، کھیل تھاشا ، چیز بست ، توند زبانی ، تھانگ پتا ، دانہ غلہ ، دولت سہیتی ، دھن دولت ، دھندا روزگار ، نیامے انصاف ، پرانت ملک ، پاندرا سفید ، پھنولا زرد ، فوج شہیدی ، بل زور ، بازار ہات ، بھیر روت ، بھیت ملاکھت (ملاقات) ، سر د سانوس (بہادر آدمی) ، مگن مسست ، مہمول وھیوات ، مول مزوری ، ریت رواج ، ورگ وسیلہ ، وات رستہ ، ویل وقت ، وچار مسست ، (مصلحت) ، شاندی پراوا ، سنہینی سو پتی (صحبت) ،

سردار مافکری —

(۲۳) اسی طرح سورہتی میں ایسے مرکب الفاظ بھی بکثرت مستعمل ہیں جن میں ایک فارسی دوسرا عربی ہے اور دونوں معنی مترادف ہیں۔ مثلاً:

عقل ہوشیاری، آبرو عزت، ایمان اعتبار، علم دنیا (عالم)، عیش آرام، ظلم زبردستی، فتنہ فتور، فصل ہنگام، ہندہ غلام —

(۲۴) بعض ایسے دو لفظی مرکب الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن میں ایک دوسرے کی ضد ہے ان میں یا تو دونوں عربی فارسی ہوتے ہیں یا ایک سورہتی اور دوسرا عربی یا فارسی۔ مثلاً

کم جاست (زیادہ)، کم پیش (بیش)، جہج خرچ زمین آسہان، جاب سال (جواب سوال)، تیزی مندی، فنج ٹوٹا، فنج نقصان، فر مادی، بھالی برطرفی، نرم گرم، زفانہ مردافہ —

(۲۵) سورہتی زبان میں کثرت سے ایسے معاورات یا مرکب مصادر پائے جاتے ہیں جو فارسی معاورات یا مرکب مصادر کا لفظی ترجمہ ہیں، بلکہ اکثر اوقات اصل لفظ وہی رہنے دیا اور صرف مصدر کا ترجمہ کر دیا ہے یہ ایک قوی ثبوت فارسی اثر کا ہے۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ بطور مثال کے درج کئے جاتے ہیں —

سرھٹی زبان پر فارسی کا اثر

۵۶

شپٹھہ کھانے	قسم خوردن
ہانک مارنے	بانگ زدن
آٹھون راکھنے	یادداشتن
کھالی کرنے	خالی کردن
رستہ دینے	راہ دادن
ماپہہ کوئے	معائنہ کردن
ہلہ کرنے	ہلہ کردن
رد کرنے	رد کردن
جما ہونے	جمع شدن
بازو گھیلنے	بازو گرفتن
دوستی تھیونے	دوستی داشتن
تہمت گھیلنے	تہمت زدن
صحبہ تھیونے	صحبت داشتن
کلی دینے	کلید دادن
اُڑی مارنے	پشتک زدن
منہ کرنے	منع کردن
چیر کرنے	زیر کردن
میدانات آننے	بہیدان آوردن
کھر باندھنے	کھر بستن
نکھیں کاڑھنے	فانچن گرفتن

جاہیر کرنے	چاھر کرنے	ظاہر ساختن
جبر ہونے	جبر ہونے	زبر شدن
ہات دینے	ہات دینے	دست دادن
دم دینے	دم گھینے	دم درکشیدن
تالیہ دینے	تالیہ (تعلیم) دینے	تعلیم دینے
دغا دینے	دغا دینے	دغا دینے
دغا کھانے	دغا کھانے	دغا کھانے
درخواست کرنے	درخواست (درخواست) کرنے	درخواست کرنے
دہشت کھانے	دہشت کھانے	دہشت کھانے
داد دینے	داد گھینے	داد لینا
دعا دینے	دعا (دعا) دینے	دعا دینا
درست کرنے	درست کرنے	درست کرنے
نقل کرنے	نقل (نقل) کرنے	نقل کرنے
نظر بند کرنے	نظر بند کرنے	نظر بند کرنے
نظر لاگنے	نظر لاگنے	نظر لاگنے
نمود کرنے		نمود کرنے
نسیب سیکندر افسانے		نسیب سکندر اسٹری
نکاشا کاٹنے		نکاشا (نقشہ) کاٹنے
انصاف مانگنے	انصاف مانگنے	(انصاف مانگنے) فیائے مانگنے
نہایت نابود کرنے		نیست فابود کرنے

پتالانہ	پتہ لاونے
پایمल्ली کرنے	پائلملی (پائمال) کرنے
پانڈنیاور کاळेंकरण	پانڈھریا ور کالے کرنے
فرک پڑنے .	فرک (فرق) پڑنے
فارکت ہونے	فارکت (فارغخطی) ہونے
فیکیر کرنے .	فکیر کرنے
اَبراخوانے .	آبرو راکھنے
اَداجا کرنے .	اندازہ کرنے
اماننٹ ٹھہرنے .	امانت تھہیونے
امید کرنے .	اُسیہ کرنے
کرج دینے	کرج (قرض) گھیننے
کسر کاٹنے	کسر کاڑھنے
کابوچ کرنے .	کابچ (قابض) کرنے
کابوٹ آٹھنے	کابوٹ (قابو) آٹھنے
(کھڑا) سر کرنے	کلا (قلعه) سر کرنے
خراب کرنے .	خراب کرنے
خریدی کرنے .	خریدی کرنے
چاکری کرنے	چاکری کرنے
زمین دوست کرنے .	زمین درست کرنے
زمین آسمان ایک کرنے .	زمین آسمان ایک کرنے

جاادو کرنے	جادو کرنے
جوار کرنے	زور کرنے
جوار لاوٹے	زور لاؤٹے
تگاڑا کرنے	تقاڑا کرنے (تقاڑا)
تلاوار چالوٹے	تلاوار چالوٹے
تاکڑب کرنے	تاگب (تعاقب) کرنے
تاجے کرنے	تاجے (تازہ) کرنے
تلاش کرنے	تلاش کرنے
تالیس کرنے	تعلیم کرنے
فیکیر لاگوٹے	فکر لائنے
فیتور کرنے	فتور کرنے
ماہیت کرنے	ماہیت کرنے
مولاہا دیئے	مولاہا دیئے (ماہج)
لاچار ہونے	لاچار ہونے
شابوت (سابوت) اسنے	شابوت اسنے یا ثابت اسنے
سابوت اسنے	ثابت اسنے (ثابت)
شیفارس کرنے	سفاورس کرنے
حق لاوٹے	حق لاؤٹے
حکوم کرنے	حکم کرنے

(۲۶) جدید خیالات یا قانونی اصطلاحات وغیرہ کے

اظہار کے لئے یا تو فارسی عربی الفاظ لے گئے ہیں یا

سرھتی زبان پر فارسی کا اثر

عربی فارسی کی امداد سے نئے الفاظ وضع کئے گئے ہیں۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی اور فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ اُردو کے اہل زبان غور کریں کہ سرھتے تو ان جدید الفاظ و اصطلاحات کو فارسی عربی الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں اور ہم ابھی تک انگریزی الفاظ کے دلدادہ ہیں —

توضیہ	سرھتی لفظ اُردو تحریر میں	سرھتی
فطری حق	نے سرِ کِ حق	نہائیکِ حق
اقبال یا اقبالی جواب	قبولی یا قبولی جواب	کبھولی ; کبھولی جواب
مقطعہ	مکتا	مکتا
سرزور	شرزور	شیرجور
قانون انعقاد مجالس	سبھا بندی چا قاعدہ	سماوندیچا کایدا
قانون اسلحہ	ہتیار چا قاعدہ	ہتیاراچا کایدا
آئینی	سند شیر	سند شیر
قانونی یا از روئے قانون		
مطابق قانون	قاعدے شیر	کایدا شیر
تعہیل وصیت	عہل بجاوئی	اُملل بجاوئی

سرہتی	سرہتی لفظ اردو تحریر میں	تو ضمیمہ
اُمل بجاوणी खाते	عہل بجاوئی کھاتے	انتظامی سررشتے
आप मतलबी	آپ مطالب	خود غرض
इनाम पत्र : इनाम खत	انعام پتر یا انعام خط	دستاریز انعام
एकतर्फी फैसला	ایک طرفی فیصلہ یا	
एकतर्फी निकाल	ایک طرفی انصاف	
वहमी पुढारी	وہمی پندھاری	وہمی بہ معنی مشتبہ ہے
कबुलायत	قبولایت	قبولیت
कायदेपंडीत	قاعدے پندت	بہت ہشیار وکیل
कायदेवाज	قاعدے باز	قانونی شخص
जामीन	جاسن	ضامن
चेहरे पट्टी	چہرے پٹی	گوشوارہ حلیہ
जमाबंदी	جمع بندی	جمع بندی
जाहिरात	جاہرات	ظاہر
जामीन कतबा	جاسن کتبہ	ضمانت نامہ
जिल्हा	جلہا	ضلع
ठेकदार	ٹیک دار	مستقل - ثابت قدم

سرھتی	سرھتی لفظ اُردو تحریر میں	توضیح
نجر کد	نظر قید	قید محض
سکت مجرئیچی	سخت مزوری چی شکشا	قید با مشقت
شिक्षا		
نجدی شیرستا	نقدی شرستہ	نقد لگان
فیریا د ; داوا	فریاد - دعوی	مقدمہ
فیریا د ; داوا	فریاد لاونے دعوی لاونے	مقدمہ دائر کرنا
لاوونے		
کیر بدل ; کیر	پھیر بدل ' پھیر بکائی	تبادلۂ اشیاء
بدلی		
کیر مو بدلا	پھیر مو بدلا	سبادلہ
مساللتی	مصلحتی (مصلحتی)	عیار
راجرستا	راج رستہ	شاخ راہ عام (شارع عام)
راجکارستان	راج کارستان	سیاسیات (پالیٹیکس)
لगत مجکूर	لگت مذکور	مسلسل عبارت (جو فقرے فقرے الگ نہ ہو)
مردا	مدا (مدعا)	اسو (اسوزیر بحث)

سرھتی	سرھتی لفظ اردو تعریرو میں	توضیح
جولمی	ظلمی	مطلق العنان
ناہک	فاحق	بلاوجہ
مردانی پنا	مردانی پنا	جوش مردانہ پن۔
		غیرت جھپٹ
خچچی کرڻ	کھچی کرنے	خصی کرنا
گومان	گمان	گمان
بےگومان پنانے	بےگمان پنانے	غیر ذمہ دارانہ
		طور پر
خاتر پوا	خاطر پروا	
کارخانہ	کار خانہ	
پرائٹک سرکار	پوائٹک سرکار	صوبہ داری حکومت
ہندوستان سرکار	ہندوستان سرکار	حکومت عالیہ
سرکار	سرکار	حکومت
بےجوابدار	بے جواب دار (جواب	غیر ذمہ دار
	یعنی جواب	
جولم , جولمی	جلمی (ظلمی) پدھتی چی	مطلق العنان حکومت
پدھتی چی राज्य	راج یا ظلم	
جولم	جلم	ظلم
دھپ شاہی	دھپ شاہی	استبدادی حکومت

سرهتی	سرهتی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
سپیدی	سغیدی	مکان یا دیواروں پر سغیدی کرنا
جولمی	جلمی	ظالم
جولمی اذی کاری	جلمی اذی کاری ورگ	جابر جہانت
وہ		عہدہ داران
رہ کرنے	رہ کرنے	
گولامگیری	گلام گیری	غلامی
دوا دینے	دعا دینے	
اشارت	اشارت	اشارہ
جاہر نامہ	جاہر نامہ	اعلان
راجکی حق	راجکی حق	سیاسی حقوق
جواب داری	زوابداری (جوابداری)	دسہ داری
سکتی	سکتی	سختی
فائدہ پہنچانے	فائدے گھیننے	فائدہ اٹھانا یا حاصل کرنا
حق	حق	
جولمی سکتا	ظلمی سکتا	ظالمانہ حکومت
مستعدی	مستعدی	سرهتی میں اس کے معنی مدبر اور پالیٹیشن کے ہیں

سرہنٹی	سرہنٹی الفاظ اردو و تہجو پر ہیں	توضیح
خوشامد	خوش مسخرے - خوشامستی	خوشامد
قانون ملک	سرکاری قاعدہ	قانون ملک
شہادت	جہانی (زہانی)	شہادت
شاہد	ساکش	شاہد
اظہار	زواب (جواب)	اظہار
حکومت شاہی	بادشاہی عہد	حکومت شاہی
انتظام سلطنت	راجیہ کار بہار	انتظام سلطنت
خود غرضی	آپ مطالبی پٹا	خود غرضی
فوجی قوت	لشکری ستا	فوجی قوت
رعب داب بٹھانے کا	دہشت بسونیا کوتا	رعب داب بٹھانے کا
قانون	کیلیلیے	قانون
مشتبہ	قاعدے	مشتبہ
مشارکت	وہمی	مشارکت
نفع نقصان	سلامی	نفع نقصان
	سرکت واٹنی	
	نفع توٹا	
	فوجداری	
	دیوانی	
خوشامستی		
خوشامتی		
سرکاری کاغذ		
جہانی		
ساکش		
جواب		
بادشاہی اہل		
راجیہ کار بہار		
آپ مطالبی پٹا		
لشکری ستا		
دہشت بسونیا کوتا		
کیلیلیے		
قاعدے		
وہمی		
سلامی		
سرکت واٹنی		
نفع توٹا		
فوجداری		
دیوانی		

سرھتی	سرھتی الفاظ اردو تعریبیں	توضیح
مٹکی خااتے	ملکی کھاتے	محکمہ مالگزار
فیسلا	فیصلا	فیصلہ
وکیل پتر	وکیل پتر	وکالت نامہ
مٹلتانی اَمَل	سلطانی اَمَل	حکومت جور
ہڈپاری	حدّ پارے	عبور دریائے شور
جھری فٹے	زھری پھانے	میوۂ تابخ
مٹسہیگری	متصدی گری	قدیر - مدبری
ریتواری پدھت	رعیت واری پدھت	رعیت داری طریقہ
جمنیاداری پدھت	زمینداری پدھت	زمینداری طریقہ
کایمیانیاچی	قایم دھارے چی پدھت	طریقہ بندوبست
پدھتوں		استواری
املدار	عہلدار	عہدہ دار
ہکشیار، ہکدار	حق شیر، حق دار	
گورسندی	غیر سندی	غیر آئینی
سرسک جکات	سنورکشک جکات (زکوٰۃ)	محصول
سولتیچی جکات	سوائتیچی جکات (زکوٰۃ)	میونی سلپتی
شہر سفاہ خااتے		(محکمہ صفائی)
ورگنیدار	ورگنی دار	چند دھندہ

مرہٹھی	مرہٹھی لفظ اردو تھریوسین	توضیح
سرکار جمہ	سوکار زما (زما یعنی جمع)	ضبط سوکار
نامدار	نامدار	
نیک نامدار	نیک نامدار	
کایدے کاؤنسیل	قاعدے کوونسل	لیجسلیٹیو کوونسل (مجلس وضع قوانین)
بے درکار	بے درکار	غیر ذمہ دار
جاوا پولیس	جاوا (زیادہ) پولیس	پولیس تعزیری

(۲۷) فارسی عربی کے بہت سے ایسے لفظ ہیں جو

مرہٹھی میں مستعمل تو ہیں مگر ان کے معنوں میں کم و بیش فرق آگیا ہے۔ مثال کے طور پر ایسے لفظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں —

اگر مرہٹھی میں اگر کے معنی یا کے آتے ہیں —

اھل عدل مرہٹھی میں اس اس کے معنی ”سبق“

ملنے ”عبور حاصل ہونے یا خفیف سی

سزا کے ہیں —

آمدانی آمدانی مرہٹھی میں اس کے معنی عہد یا زمانہ

کے ہیں جیسے عہد مغلیہ وغیرہ —

اھتراجی اھتراجی یعنی اعتراض۔ نا خوشی کے معنوں میں

آتا ہے —

بہمنی اثر، اعتبار	عبرت	ہجرت
صاحب اثر	عبرت دار	ہجرت دار
بہمنی عہارت، شاید یہ وہی لفظ ہے جو	املا	ہملا
اُردو میں املا یا عملہ ہے		
بہمنی عہدہ، بہترین - شاید یہ معنی	ارسال	ہرسال
اس وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو		
چیز بھیجی جاتی ہے وہ اعلیٰ درجہ		
کی ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اُردو میں		
”تھفہ“ کے معنی اعلیٰ درجہ کی شے		
کے ہو گئے ہیں —		
بہمنی نو جوان - غالباً اس لٹے کے اُسید	اُسیدوار	اُسمدوار
زیادہ تر نو جوانی کے ساتھ ہے اور		
اُسیدوار اکثر نو جوان ہوتے ہیں -		
بہمنی دستاویز	کتبہ	کتاب
سرکش	قزاق	کجاگ
منصوبہ	کارستہاں	کارستان
فائدہ، تجارتی نفع، چوں کہ کفایت کا	کفایت	کیفایت
نتیجہ فائدہ ہوتا ہے		
یعنی خلوت، راز کی بات چیت	خلبت	خلبت
بلاشبہ، یقیناً	خاص	خاص
خاص یا خاصا سے بہمنی خوب، شاباش	خاشی	خاشی

خولاسا خلاصہ بہ معنی تشریح و توضیح (اُردو فارسی کے معنی کی ضد)

خوش حالی خوش حالی
گپ خاموش
گلمہ سخت شکایت
چمن راحت و عیش
چھان یعنی شن، خوبصورت اور دلکش کے معنوں میں آتا ہے

جہاں باز جہاں باز
جالم جالم
یعنی ظالم بہ معنی تیز گلو سوز، عہوماً
دراؤں وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا
ہے۔ ظالم کے معنوں میں مرہٹھی میں
ظلمی استعمال ہوتا ہے۔

یعنی ذکر، مرہٹھی میں اس کے معنی
بیزاری کے ہیں یعنی جس کا بار بار
ذکر کیا جاتا ہے اس سے جی بیزار
ہو جاتا ہے

جنگی جنگی
جنگی جنگی
معاشی جائداد

جنگانی جنگانی
جنگانی جنگانی

تجویز تدبیر، انتظام، مداوا
تماشا تماشا سرہتی میں لڑکے کے ناچ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

طُفان دُفان بگولے کے معنی میں مستعمل ہے
دردی درد یہ لفظ درد سے ہے مگر ماہر فن کے
معنوں میں آتا ہے اس لئے کہ کسی
چیز کا درد اسی کو ہوتا جو اُسے
سمجھتا بھی ہے۔

دستِک دسخت-دستِک دستخط کے معنی پروانہ، پروانہ راہ
دستک داری، گورنمنٹ کی طرف سے چنگی
کی معافی
داکھل داکھل یعنی داخل اس کے معنی فرض کر لئے
جانے کے ہیں

داخلہ داخلا، مثال، توضیح، مشاہدہ
دانان دان (دیانت سے) اخلاقی خوبی
داون داون (یعنی دامن) ایک قطار میں باندھنا
(جیسے مویشیوں کو)

پنہا پنہا (یعنی پنہا) کپڑے وغیرہ کا عرض

پروا پروا رواں
پرواگندہ روا لوگ جنہوں نے اپنا وطن ترک
کر دیا ہے

پسنت	عہدہ ، اچھا	
پوکت	یعنی پختہ ، بمعنی عمر رسیدہ ، آزدہ	پوکت
	اور وزنی رائے اور مشورہ کے لئے	
	بھی مستعمل ہے	
فند	جھگڑا ، بکھیرا جیسے میں ایسے جھگڑوں	فند
	یا بکھیزوں میں نہیں پڑتا	
فرماس	(فرمایش) عہدہ ، نفیس	فرماس
فاجیل	فاضل آگے آگے ، پیش پیش ، اس میں	فاجیل
	ہمیشہ ذم کا پہلو ہوتا ہے ۔	
فرستہ	فرشتہ ، مسافر	فرستہ
نادار	نادار	نادار
نامدار	کونسل کے آئریبل ممبر	نامدار
ناموہرم	(نامعروم) - کشتہ جنگ - غالباً یہ نام	ناموہرم
	معروم ہے ۔ جسے عوام بجائے معروم کے	
	استعمال کرتے ہیں ۔ موہٹی میں اس کے	
	خاص معنی ہو گئے ہیں ۔	
نکھال	(نکخال) بمعنی خالص	نکھال
نکھال	رائٹ آئریبل	نکھال
مکھی	مکھی ، خاص بات	مکھی
مجلس	ناچ رنگ اور تھاشے کا مجمع	مجلس
مطلب	غرض	مطلب

مطلوبی	خود غرض	ماتلبری
ماتبر	(معتبر) دولت مند	ماتبر
ماتبری	(معتبری) اہمیت	ماتبری
ماملت	معاملت، اہمیت	ماملت
ماینا	معاون ہوتا ہے کہ یہ لفظ عنوان سے	مائدہ
	بگڑ کر بنا ہے اس کے معنی سرہتی میں	
	القاب و مزاج پر سی کے ہوتے ہیں جو	
	خط کے ابتدا میں لکھتے ہیں۔	
میسکین	بد معاشی	میسکین
مکادم	مقدم، مزدوروں کی جماعت کا سردار۔	مکادم
مبلک	(مبلخ) بہت، کثیر، جاندار و بیجان	مبلک
	دونوں کے لئے مستعمل ہے	
مبھا	(مبلخ) اجازت	مبھا
مہرا	فوج کے حصہ ہر اول کا سردار	مہرا
مؤز	(موج) لطف، مزہ، تہاشا	مؤز
مندہ	(آیندہ) سال رواں	مندہ
یادی	یاد، یادداشت، قہرست	یادی
رددلی	(رد و بدل) شفاعت یا سفارش (کیوں	رددلی
	کہ سفارش میں طرفین سے کہنا سنانا پڑتا ہے)	
رگ	تکبر، تجھفتر	رگ

استاد	وستان	استاد ، ہوشیار ، کامل ، استاد فن (معلم)
کے معنی میں نہیں آتا	سوالے کاغے	’
ناچنے	’ اور ورزش وغیرہ کے معلم کے	(
کسی معاملہ کا آخری تصفیہ	واصلات	واصلات
(شرط) بمعنی دوق ، مسابقت	شریت	شریت
انتہائی کوشش	شکست	شکست
سکہ سہر وغیرہ کا نقش یا چھاپ	شکا	شیکا

سہیچا جوار سہی چازور اقبال

سمہ	سہی	(شہج) فتیلہ سوز (پتیل کا بنا ہوا)
سومار	سہار	(شہار) تختہ پناہ یا طوط
سہل	سہیل	سہل ، تھیلا
ہمی	ہمی	ہمہ داری - غالباً یہ لفظ آہم یا اہمیت کا بگاڑ ہے
ہلاک	ہلاک	بہت کمزور
ہلاکھی	ہلاکھی	کمزوری - ناتوانی
ہال	حال	جسمانی یا روحانی تکلیف
ہیکمت	حکمت	ترکیب
ہیمایت	حمایت	قوت
ہیوان	حیوان	کم زور
ہاوس	ہاؤس	(ہوس) خواہش ، شوق ، (اس میں نام کا پہلو کبھی نہیں ہوتا)

سڑھتی زبان پڑ فارسی کا اثر

(۲۸) ضرب الامثال قوم کے حقیقی خیالات اور خصائص کو ظاہر کرتی ہیں اور اُن کی زبان بھی تھہمت ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم کچھ سڑھتی ضرب الامثال لکھتے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اُن میں فارسی الفاظ کس بے تکلفی سے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی کا اثر سڑھتی زبان میں کہاں تک سرایت کو گیا تھا۔ اس میں بعض فارسی ضرب الامثال کا ترجمہ ہیں۔ فارسی عربی الفاظ پڑ خط کھینچ دیا ہے —

فہرست ضرب الامثال

- ہقل - نقل (۱) ज्याला नाही अकल, त्याची घरोघरी नकल
- عقل (۲) आधी जाते अकल, मग जाते भांडवल
- خدا رنجس (رنجیدہ) مشی (۳) خुदा रंजीस, मशीद रंजीस
(مسجد) رنجس
- ہمت ، خدا ، مدد (۴) माणसाची हिमत, खुदाची मदत
- نیت ، برکت (۵) जशी नीयत, तशी बरकत
- میاں بی بی راضی کاے (۶) मिया बीबी राजी, काय करील काजी
کريل قاضی
- میاں سوٹھہ بھر داری ہاتھہ بھر (۷) मिया सुठ भर, दाढी हात भर
- سر جوړ (سرزور) (۸) चार तो चोर, आणि शिरजोर

- (९) धन्याला धनूरा, चाकराला मलीदा चक्र
- (१०) धन्याचें नांव गण्या चाकराचें नांव रुद्राजी बुवा , ,
- (११) जुलमाचा राम राम ظلم
- (१२) तेली जमवी धारोधार, खुदा नेतो एकच वार (جمع) جہوی خدا - بار
- (१३) गरजवंताला अकल नाहीं गरज वन्त (غرض مند)
- (१४) कसायाला गाय धार्जिणी قصائی
- (१५) हलवायाचे घरावर तुलसी पत्र हलवाई
- (१६) साधली तर शिकार, नाहीं तर भिकार शिकार
- (१७) धोडा मैदान जवळ आहे - میدان
- (१८) चुकला फकीर मशादात فقیر , مشید (مسجد)
- (१९) ताज्या धोडयावरच्या गोमाशा ताज
- (२०) आज भेला नातू जाळा जमाखर्च बरोबर . جمع خرچ برابر
- (२१) आदा पाहून खर्च करावा خرچ
- (२२) एक नूर आदमी दस नूर कपडा ایک نور آدمی دس نور کپڑا
- (२३) कर्ज फार त्याला लाज नाही, उवा फार त्याला खाज नाही قرض
- (२४) करणी कसाबाची, बालणी मानभावाची قصاب
- (२५) हाता पायाची काहिली, तोंडांत काय जाईल काहلی
- (२६) काणा कैफती, आंधळा हिकमती کیفیت - حکمتی
- (२७) पार्यीची वाहन, पायाच लान چھान (شان)
- (२८) शाहण्याचे व्हावें चाकर, पण मुख्याचें होऊं नये धनी चक्र

- (۲۹) आपला दाम खोटा , दुसऱ्याशी का झगडा ? دام
 (۳۰) दुरून डोंगर साजरे
 (۳۱) तौड पाहून मुशारा , घोडा पाहून दाणा . مشارا (مشورہ)
 (۳۲) उपर से खूब बने , अंदरकी राम जाने کھوب (خوب) ' اندر
 (۳۳) चाकराला चुकर , चुकराला येसकर چاकर
 (۳۴) दाम करी काम دام ' کام
 (۳۵) हाजिर तो वजीर حاضر ' وزیر
 (۳۶) कोल्हा काकडीला राजी راجی (راضی)

ضرب الہٹل نمبر (۱۷) فارسی کی اس ضرب الہٹل کا لفظی ترجمہ ہے ھیں میدان ھیں گوے نمبر (۴) فارسی کی ضرب الہٹل ھمت مردان مدد خدا کا لفظی ترجمہ ہے (مانساچی ھمت خداچی مدت) ضرب الہٹل نمبر (۳۵) حاجر (حاضر) تو وزیر —

چکلا فکیر مشیدیت (مشید یعنی مسجد)

اُردو - ملاکی دور مسیت تک -

نمبر (۶) میان بیوی راجی (راضی) کاے کریل کاجی (قاضی) مشہور مثل ہے -

(نمبر ۷) جسی فیت تسی بوکت (معنی ظاہر ہیں)

(نمبر ۸) چور تو چور اُنی سرزور (یعنی چوری اور سپنہ زوری)

(۲۹) ابتدا میں یہ لکھ چکا ہوں کہ دفتری کار و بار میں فارسی، عربی الفاظ بہ کثرت استعمال ہوتے تھے اس کا ایک ثبوت ان خطابوں سے بھی ملتا ہے جو ہندوؤں نے وقتاً فوقتاً اپنے امیروں اور سرداروں کو عطا کئے۔ مثلاً

راجہ رام (سنہ ۱۶۸۹ ع تا سنہ ۱۷۰۰) شیواجی کے فرزند ثانی نے اپنے برہمن وزیر رام چندر پنت اماتیہ کو ”حکومت پناہ“ کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کی اولاد اب تک کولہا پور ریاست میں اس خطاب و جاگیر کے ساتھ ممتاز ہے۔

اسی راجہ نے ایک سردار اداجی چوہان کو ”بھت بہادر“ اور ”مہانت مدار“ کا خطاب دیا۔

سنتاجی گھور پڑے کو ”ضبط الملک“ کا خطاب ملا۔

یہ ایک بڑا بہادر مرہٹہ سردار تھا اور جب راجہ رام کو جنگی کے قلعہ میں مغلوں نے محصور کر لیا تھا تو اس نے اور دھناجی جادھو نے مغلوں کو بہت کچھ ستایا تھا۔

سنتاجی پافتھرے کو اسی راجہ نے ”شرت الملک“ کے خطاب سے ممتاز کیا۔

کھندوجی نکم کو ”شمشیر بہادر“ ایک دوسرے مرہٹہ سردار کو ”بھت راؤ“ ہیبت راؤ نہبالکر کو ”سر لشکر“ گھور پڑے کو ”ہندوراؤ“ کھندے راؤ دابھاتے کو ”سینا خاص خیل“ کے خطاب عطا کئے۔

سرہٹتی زبان پر فارسی کا اثر

اب شیواجی مہاراج کے خطابات ملاحظہ فرمائیے۔
 اُس نے اپنے سپہ سالار ہنساجی موہیتے کو ”سرلشکر“
 کا خطاب عطا فرمایا۔

اپنے وزیر کو پیشوا کا مشہور خطاب دیا۔ اگرچہ سنہ
 ۱۶۷۳ ع میں شاہی شان اختیار کرنے کے بعد یہ خطاب
 بدل دیا گیا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس نے پھر
 عود کیا اور شیواجی کی قوت بھی اُس کی مقبولیت کو
 نہ دبا سکی اور آج تک شیواجی اور اُس کے جانشینوں
 کے وزیر اسی نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پنت پردھان
 کا جو اس کے بجائے قائم کیا گیا اُس کے سامنے
 رونق نہ پاسکا۔

شیواجی کے اُن فوجی عہدہ داروں کو جو جنرل کا درجہ
 رکھتے تھے ”سیناپتی“ کا خطاب حاصل تھا۔ راجہ شاہو
 (سنہ ۱۷۰۸ ع تا سنہ ۱۷۴۸ ع) نے بھی اپنے عہد میں
 اسی قسم کے مفصلہ ذیل خطابات عطا کئے۔

۱۔ گائیکوار بزودہ کو ”سینا خاص خیل“ اور
 بعد ازاں سنہ ۱۷۱۲ ع میں ”شہشیر بہادر“
 کا خطاب عطا فرمایا۔ مہاراجہ گائیکوار اب تک
 ان خطابات کو فخر و عزت کے ساتھ اپنے نام
 کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ خاندان بہوسلہ (ناگپور) کے بانے کو ”سینا
 صاحب صوبہ“۔

۳ - آنکرے کو جو مرہٹہ حکومت کے امیرالبحر اور ساحل کوکن کے امیر تھے ”سرخیل“ اور ”وزارت مآب“ کا خطاب ملا —

۴ - وٹھل شیوادیو کو جو برہمن سردار تھا خطاب ”راجہ پھادر“ —

۵ - بابوراؤ شاہبازے کو ”سیٹھا خاص خیل“ —

۶ - دیوجی کو ”ہندوراؤ“ اور ”سرلشکر“ —

۷ - یسوقت راؤ کو ”خاص خیل“ —

اور اسی قسم کے بہت سے خطابات مختلف اشخاص کو دیئے۔ اسی طرح اس امر کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مسلمان فرماں راؤں نے اگرچہ اپنے ہندو اُسرائ کو فارسی خطابات بہ کثرت دیئے ہیں لیکن اُن کی قومیت کے لحاظ سے کبھی کبھی سنسکرت خطابات بھی عطا کئے ہیں اس سے باہمی رواداری کا پتہ لگتا ہے۔ مثلاً شاہان بھٹنی نے گھاتکے خاندان کے سردار کو ”سرچہ راؤ“ کا خطاب عطا کیا اسی طرح ابراہیم عادل شاہ بیجاپور نے سنہ ۱۶۲۶ ع میں اُسی خاندان کے سردار بالاجی گھاتکے کو ”زہنزار راؤ“ کا خطاب * دیا —

* گرائٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرہٹہ میں لکھا ہے کہ یہ خطاب ناگوجی گھاتکے کو دیا گیا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے —

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

سنہ ۱۶۱۰ء ح میں ابراہیم عادل شاہ نے شیواجی کے
خسر مادھوجی نہبانکر کو ڈاک کا خطاب دیا۔
شولاپور کے قریب سلطنت بیدر و بیجاپور میں جو
لڑائی ہوئی اُس میں سدھوجی مانے نے کارفہایاں کیا اور
ابراہیم عادل شاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہو کر اُسے
”باجی“ کا خطاب عطا کیا۔ اور اُس کے برہمن سکرتری
فرسہوں کیسکر کو ”شواس راؤ“ (معتمد راجہ)
کا خطاب ملا۔

اورنگ زیب کی طرف سے ناکوجی نے کو ”راجہ“ کا
خطاب ملا اور مورچھل مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۶۵۸ء ح میں اورنگ زیب نے رگھوناتھ کہتری
کو ”راجہ رائے رایاں“ کا خطاب عطا فرمایا۔
اسی شہنشاہ نے تالوک چند ناسی بنٹے کو ”راجہ“
اور ”رائے رایاں“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ یہ خطاب
اُسے اُس موقع پر ملا تھا جب کہ اُس نے پہاڑ سنگھ کو
جو بادشاہ کے بیٹے اعظم شاہ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا
قتل کیا تھا۔

ہیہو کو اُس کے آقا نے ”وکرماجیت“ کا خطاب دیا تھا۔
عادل شاہ کے برہمن دفتر دار کا خطاب ”دیانت راؤ“ تھا۔
سنہ ۱۵۲۲ء ح میں نظام شاہ سلطان احمد نگر نے جتھیر
کے رام پتیل کو ”امتبار رائے“ کا خطاب اور چھتر اور

نشان عطا فرمایا۔ یہ شخص احمد نگر آگیا اور اس کے بعد مسلمان ہو گیا۔ یہ ذات کا کوئی (ساہی گیر) تھا۔ یہ چھتر اور نشان وغیرہ اب تک اس کے خاندان میں موجود ہیں (تاریخ جنبیرہ از بھوسلے) —

جاوہی (قریب مہابلیشور) کے خاندان مورے کو شاہان بیجاپور کی طرف سے ”چندر راؤ“ کا خطاب تھا۔ شاہ عالم نے ماہور راؤ ثانی کو ”وکیل مطلق“ کا خطاب عطا کیا تھا۔ اور ماہور راؤ سندھیا کو ”عالی جاہ بہادر“ اور ”فرزند ارجہند“ کا خطاب مرحمت ہوا تھا —

”راجہ راؤ رمبھا“ جاہو خاندان کے اس سردار کا خطاب! ہے جو ساہو سہاراج سے ناراض ہو کر مغلوں کے پاس آگیا تھا۔ یہ خطاب نظام الملک آصف جاہ اول نے عطا کیا تھا۔ یہ خاندان اب تک حیدرآباد دکن میں ہے —

نظام علی خان بہادر نے نا نا فرنویس کو ”مدارالہمام“ کا اور پیشواؤں کے برہمن جنرل ہری پنت پھڑ کے کو ”وزارت مآب“ کا خطاب دیا —

نظام علی خان بہادر نے اپنے وزیراعظم وتھل سندھ کو ”راجہ پرتاپ ورت“ کا خطاب عطا کیا۔ یہ شخص سرہنوں سے راکش بھون میں (سنہ ۱۷۹۳ ع میں) لڑتے ہوئے مارا گیا۔ راجہ رائے رایان کا خاندان اب تک حیدرآباد میں ہے اور یہ خطاب بھی اس سلطنت کا عطا کیا ہوا ہے۔

سرہتئی زبان پو فارسی کا اثر

اس خاندان کے سردار وہاں کے اُسرائے عظام میں سے ہیں -
اسی طرح سرکار نظام کی طرف سے ” دھرم وقت “
” آصف نواز وقت “ وغیرہ خطابات وہاں کے ہندو اُمرا
کو عطا ہوئے ہیں -

اگرچہ یہ کسی قدر غیر متعلق ہے ، لیکن اس کا معلوم
کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب اعظم شاہ نے کچھ
آم اورنگ زیب کو بھیجے تو بادشاہ نے اُن کے نام
” سدھارس “ اور ” رسناولاس “ رکھے یہ دونوں نام تہیت
سنسکرت کے دو لفظ ہیں -

ذیل میں ہم شیواجی کے بڑے بڑے عہدوں کے نام
درج کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ جس
وقت شیواجی مہاراج نے شاہی کا لقب اختیار کیا اور
تاج پہنا ، اس وقت ان عہدوں کے کیا نام تھے - اور
تاج پوشی (سنہ ۱۶۷۳ ع) کے بعد یہ نام بدل کر کیا
ہو گئے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تاج پوشی کے بعد سے
شیواجی مہاراج کے خیالات میں کیا تغیر پیدا ہو گیا
تھا - اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن انہیں
معمولی باتوں سے انسان کی طبیعت اور اُس کے کاموں
کا اندازہ ہوتا ہے -

قبل تاج پوشی	پنت پردھان	عہدہ کی تصریح
پیشوا	پنت پردھان	وزیر اعظم
موزمدار	پنت آساتیہ	مختہ مالگزاری، وزیر مالیہ و صدر محاسب
سورنس	پنت سچئیو	صدر دفتر
واک نیس	منتری	پرائیویٹ سکرٹری
سرنوبت	سیٹا پتی	سپہ سالار
دبیر	سوسنت	وزیر خارجہ

ان کے علاوہ ”پنتت راؤ“ وزیر امور مذہبی اور
 ”نیایادھیش“ چیف جسٹس کے عہدہ کا نام تھا۔ یہ نام
 تاجپوشی کے بعد تجویز ہوئے تھے۔ ان عہدوں کے نام سے
 صاف ظاہر ہے کہ قبل تاج پوشی تمام فارسی تھے اور
 اُس کی بعد بدل کر سنسکرت کر دیئے گئے۔
 ”موزمدار“ غالباً موازنہ دار اور ”واک نس“ واقعہ
 نویس ہے۔

اسی طرح ایک عہدہ پارسی نس تھا جو اصل میں
 فارسی نویس ہے۔ اور یہ بھی شیواجی مہاراج سے لے کر
 سنہ ۱۸۴۸ ع تک ان کے خاندان میں ایک عہدہ تھا۔
 (۳) دفتری، فوجی اور انتظامی معاملات و کاروبار
 سے نکل کر فارسی الفاظ معاشرت اور تہذیب میں داخل

مرہٹی زبان پو فارسی کا اثر

ہوئے اور ان کی رسائی یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اعلام یعنی اشخاص اور خاندانوں کے نام تک ان کے اثر سے نہ بچ سکے۔ ذیل میں ہم ایسے اعلام کی ایک مختصر فہرست درج کرتے ہیں۔

شیخ جی راؤ - کوکن کے ایک فرماں روا انگریزوں کا نام تھا -
 ہیبت راؤ - شیواجی کے ایک جنرل (سپہ سالار) کا نام تھا اور خطاب ” سر لشکر “ تھا -

سرفوجی راؤ - یہ لفظ درحقیقت شریف جی ہے - مرہٹے اس کا تلفظ سرفوجی اور بعض انگریز مورخ سر بوجی تلفظ کرتے ہیں - یہ شاہ جی کے بھائی یعنی شیواجی کے چچا کا نام تھا - شاہ جی کی خاندان کی جو شاخ تنجور میں تھی اُس میں سرفوجی نام کے دو فرماں روا گزرے ہیں -

شاہ جی - شیواجی کے باپ کا نام تھا - شیواجی کے خاندان کی جو شاخ کولہاپور میں ہے اُس میں کئی راجوں کا نام شاہ جی تھا - حال راجہ کولہاپور کے ولیعهد کا نام بھی شاہ جی ہے -

فتح سنگ راؤ - حال مہاراجہ گانڈکیوار کے فرزند اکبر کا نام تھا جس کا چند سال ہوئے انتقال ہو گیا خاندان اکلکوت کے بانی کا نام بھی یہی تھا -

سیاحی راؤ - ریاست بڑودہ کے کئی فرماں رواؤں کا نام سیاحی راؤ تھا یہ لفظ غالباً سیاح جی راؤ ہے۔ سیاح نام یا لقب کے ایک بزرگ گزرے ہیں جو سرشد مانے جاتے تھے۔

دولت راؤ - حال مہاراجہ سندھیا کا نام ہے۔ اس سے قبل بھی مہاراجہ سندھیا کے بیٹے اور راجہ کا نام بھی یہی تھا۔ ان کے علاوہ ایسے بہ کثرت نام ہیں مثلاً ”صاحب“ سلطان راؤ“ دیانت راؤ ہندوراؤ (گولیار کے ایک سابق وزیر اعظم کا نام) جان راؤ، دریا جی راؤ، ہیچب راؤ (حاجب راؤ) خاصے راؤ، نصیب راؤ، رستم راؤ۔ پیر جی راؤ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ان سب میں پر لطف اور دلچسپ نام وہ ہے جو تنجور کے راجہ تلاجی راؤ نے جو شیواجی کے بھائی راجہ وینکو جی کی خاص اولاد سے ہے اور جس کی حکومت (سنہ ۱۷۶۳ م سے سنہ ۱۷۸۷ ع) تک رہی اپنے بیٹے کا رکھا تھا۔ یہ نام ”عبدالپرتاپ راؤ“ ہے۔

اسی طرح سورھتی اور برہمن خاندانوں کے نام بھی ہیں۔ مثلاً پیشوا، واکنپس (واقعہ نویس) پھرنس (فردنوس) سرنس (سرنویس) کار کھانس (کار خانہ نویس) چٹنپس (چٹ نویس) کوت نس، فرزند، دفتر دار، حوالدار، صراف

مرہٹھی زبان پُر فارسی کا اثر

مشرف، دیوان، خاصگی والا، صوبہ دار، سردار، سردیساٹی،
سردیسہکھہ، قلعہ دار وغیرہ وغیرہ —

(۳۱) جس طرح خطاب اور اعلام تک فارسی کے زیر
اثر آگئے تھے اسی طرح خطوط میں آداب و القاب کا رنگ
بھی فارسی آمیز تھا —

دولت آباد کے شاہی خاندان یادوؤ کے وقت کے خطوط
مرہٹھی زبان میں دستیاب نہیں ہوتے سنسکرت کے ایک
ہو تراہوں میں جو ایک ایکٹرنے دوسرے کو خط لکھے
ہیں اُن میں آداب و القاب و مزاج پُرسی وغیرہ کچھ
نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ بعد میں رائج ہوا۔
سنہ ۱۶۵۶ ع میں سلطنت بیجاپور کے برہمن دفتر دار،
دیانت راؤ نے شیواجی کے ایک وزیر نالو سوندیو موزسار
کو دو خط لکھے ہیں۔ اُن میں یہ القاب و آداب ہیں —

۱. अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न परोपकार मूर्ति

۲. सेवकें दिया नतराव

پہلی سطر میں अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न اور परोपकार मूर्ति

فارسی الفاظ ”دام دولتہ“ اور ”مشفق مہربان“ کا لفظی
ترجمہ ہیں ان کے بعد کے تین الفاظ معہ ترجمہ یہ ہیں —
राजमान्य (مقبول دولت) राज श्री (صاحب گنج شاہانہ)
गोसावी (قادر برنفس خود)

دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہوگا (بندہ دیانت راؤ کی

کورنش اور التجا) —

یہ لفظ ہندہ کا لفظی ترجمہ ہے۔ سنسکرت کے خطوط میں (ہندہ) کا لفظ نہیں نہیں آیا اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ لفظ (ہندہ) کا ترجمہ ہے —

خط کے خاتمہ پر یہ الفاظ ہیں नलगे काय बहुत جن
کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ”زیادہ چہ نویسم؟ حاجت نیست“
۲ اپریل سنہ ۱۶۹۳ م کو شیواجی نے اپنے پیشکار
مورو ترمل کو ایک خط لکھا ہے اس میں آداب والقباب
کے تین لفظ ہیں۔ پہلا خالص عربی معلوم ہوتا ہے —

مرہٹی میں ”مسراضرقتی“ ہے شاید مشہور * الحضرت
ہے۔ باقی دو لفظ وہی ہیں جو اس سے اوپر کے خط میں
آچکے ہیں اور فارسی الفاظ کا ترجمہ معلوم ہوتے ہیں۔
خط کے آخر میں اس قسم کا کوئی لفظ نہیں لیکن تاریخ
و سنہ خالص عربی الفاظ میں ہیں۔ ”۴ رمضان ثلاثہ ستین“۔
اس زمانہ کا یہ عام قاعدہ تھا کہ تاریخ و سنہ عربی
لکھتے تھے۔ یعنی اُن کے الفاظ بھی عربی ہی ہوتے تھے
البتہ حروف جن میں یہ الفاظ لکھے جاتے تھے مرہٹی ہوتے تھے۔
۸ ستمبر سنہ ۱۶۷۱ ع میں شیواجی تکاوم صوبہ دار
پر بھاولی کو یوں لکھتا ہے —

صحیح طور سے معلوم نہ ہوا کہ کسی لفظ کا بکار ہے۔

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

”مشہور الحضرت راج شری تکارام“ خط کے خاتمہ پر سلام و آداب نہیں - صرت تاریخ ہے —

۱۸ جنوری سنہ ۱۹۷۵ ع کو شیواجی صوبہ دار پربھاولی جیواجی و نایک کو اس طرح لکھتا ہے —
 ”مشہور الحضرت جیواجی و نایک صوبہ دار پربھاولی کو شیواجی کی قنڈرت“ —

۱۹۷۳ ع سے شیواجی کے خطوط کی شان دہلی کے شاہی قرامین کی سی ہوگئی تھی مثلاً شیواجی کا ایک خط جو ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۷۷ ع کو ناگوجی بھوسلے کے نام لکھا گیا ہے - اس طرح شروع ہوتا ہے —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल नाम संवत्सरे श्रावण शु॥ १२
 इंदूबासेर ध्वत्रियकुलावतंस श्री राजा शिव छत्रपति यांणी नागोजी भोसले
 कोट उटळूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे .

اس کا ترجمہ یہ ہے - سنہ جلوس ۴ (سال کا نام پنگل ہے) ۱۱ تاریخ ماہ شراون (ساون) روز دوشنبہ فخر قوم چھتریان ، سری راجہ شیو چھتر پتی نے ناگوجی بھوسلے (قلعدار قلعه اتلوار) کے نام حکم صادر فرمایا کہ : —
 احکام کی یہی شان شیواجی ، راجہ رام ، اور اُس کی اولاد میں (جو ستارا یا کولہاپور کی گدی پر بیٹھے) سنہ ۱۸۴۸ م تک قائم رہی - اور یہ قریب قریب ”فارسی شاہی فرامین“ کی نقل ہے - اگرچہ شیواجی نے فارسی

الفاظ نکال کر سنسکرت الفاظ قائم کئے تھے مگر تاہم وہ فارسی کے اثر سے نہ بچ سکا۔ جہاں الفاظ نہیں۔ وہاں اُن کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ مرہٹھی کا یہ جملہ فارسی کا پورا ترجمہ ہے۔ فارسی میں یوں کہیں گے —

”اورا حکم فرمود کہ“

یا سہی آجھا کھلی ہسیجی

۱۱ مئی سنہ ۱۶۹۰ م کو راجہ رام اپنے وزیر ناروپنت کے

کو یوں لکھتا ہے —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शके २७ प्रमोदी नाम सवत्सरे वैशाख शु॥ १४
सोमवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजाराम छत्रपति यांणीं समस्त राजकार्य
धुरंधर विश्वासनिधी राज - मान्य राजश्री नारो-पंडित यांस आज्ञा केली ऐसीज
ترجمہ ”سال جلوس ۲۵ تاریخ ۱۵ بدر ماہ و شاک
(بیساک) روز دو شنبہ“ زیئت قوم چھتریاں راجہ رام چھتوپتی
بہ ناروپنت کہ مدار مہمات سلطنت و مخزن اعتماد کلی
است ”حکم می فرماید —

اس کے بعد اصل خط شروع ہوتا ہے - خاتہہ اس

جہلے پر ہے —

جس کا ترجمہ یہ ہوا ”زیادہ چہ نویسم؟ شہا خود

عائل ہستید“

बहुत काय ल्हीणें तरी सुज्ञ असा

جنوری سنہ ۱۷۴۵ م کو شاہو مہاراج بھگونت راؤ پنت

اسانئے حکومت پناہ کو اس طرح تحریر کرتے ہیں —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शके ७१ रक्ताक्षी नाम संवत्सरे माघ ५ मंदवासरे

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

क्षत्रियकुलवतंस राजा शाहु छत्रपति स्वामी यांणीं समस्त राजकार्यधुरंधर
विश्वासनिधी राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित अमात्य हुक्मत पन्हा यांसी
आज्ञा केली ऐसीजे -

ترجمہ ” سال جلوس ۷۱ (رکتاشی) ۵ - ماہ ساگھہ ، روز
پنجشنبہ ، زینت قوم چھتریاں سری راجہ شاہو چھتروپتی
چغیں حکم فرماید بہ مدار مہمات سلطنت و معزن اعتقاد
و مقبول دربار شاہی بھگونٹ راؤ پندت اماتیا حکومت پناہ “ -
اس سے صاف ظاہر ہے کہ خطوط کی طرز تحریر ارد
آداب و القاب میں شیواجی کی تاج پوشی کے بعد سے
مرہٹہ حکومت کے آخر تک کوئی فرق نہیں آیا - کولہاپور
کے راجہ بھی اسی طرز کا اتباع کرتے تھے -
سنہ ۱۶۷۴ ع سے کیا جاتا ہے -

اس کے بعد ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مساوی مرتبہ
کے اشخاص ایک دوسرے کو اپنے خطوں میں کون سے آداب
و القاب سے یاد کرتے تھے - - - - -
راجش्री पंत अमात्य स्वामीचे सेवेशी -

सकलगुणालंकरण अखंडितलक्ष्मीअलंकृत राजमान्य राजश्री स्नेहांकित

संताजी घोरपडे सेनापति जयतुल्लुक दडवंत

ترجمہ - بخودست عالی جناب پندت اماتیا - تھام چھہ صفات
و دولت جاوید سے آراستہ ، مقبول حکومت صاحب گنجینہ
شاہانہ سنتاجی گھوڑ پڑے ضبط الہاک و سپہ سالار کا سلام -

خاتمہ ”تائید بداند“ تاریخ —

یہ سب کے سب جہلے فارسی کا لفظی ترجمہ ہیں۔ یہاں تک کہ ”بغدت“ کا بھی لفظی ترجمہ مرہٹی میں کر لیا گیا ہے رگھوجی بھوسلے بافتی خاندان ناگپور، ساہو مہاراج کے ایک وزیر کو اس طرح لکھتا ہے (۷ جولائی سنہ ۱۷۴۳ ع)

راجا کوئیررام موزمدار گوساوی یاسی :-

مشرک انام اخلدیت لکھی اخلکوت راجمانی سنا راجی ماسل
سنا ساہو سوبا ددانت وینتی وپری .

ترجمہ - بغدت کوئرام موزمدار مشہورالانام، آراستہ
بدولت جاوی، و مقبول دربار شاہی بندہ دولت صاحب
گنجینہ شاہانہ مہربان رگھوجی بھوسلے سینا صاحب صوبہ
کو تفتوت بھیجتا ہے اور التبا کوتا ہے —

خاتمہ ”زیادہ چہ نویسم؟ حد ادب“
بھوت کای لیہن وینتی
جن الفاظ پر خط کھینچا ہوا ہے وہ لفظ اصل مرہٹی
خط میں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں —
باجی راؤ اول بھگونت راؤ پنت امائے حکومت پٹاہ کو
یوں تحریر کرتے ہیں —

سکال گونالکران اخلدیت لکھی اخلکوت راجمانی راجا مہاراج
پندیت سوامی گوساوی یاسی :- پوہی باجی راو بھلاکھ کھتانیک نامسکار
وینتی وپری ویدیال کھال جانوں سکیکھ کھال لیہت اسلے پاہیجہ. ویشہ.

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

ترجمہ بخداست آراستہ بہمہ صفت و دوات جاوید راجہان
راج شری (مقبول بارگاہ شاہی صاحب گنجینہ شاہانہ)
بہگونٹ راؤ پندت قادر برننس خود —

منجانب باجی راؤ بالاجی بعد از سلام و کورنش بے شہار
عرض مدعا یہ ہے - یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و
عافیت مطلوب —

ان خطوط و قرائین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرہتی
مراسلت پر فارسی زبان کا کس قدر گہرا رنگ چڑھ گیا
تھا تہا تہا مثالیں خاص سرہتی لوگوں کی خط و کتابت کی
دی گئی ہیں ورنہ جہاں مراسلت مسلمانوں سے ہے وہاں
جہلے کے جہلے اور فقرے کے فقرے فارسی ہیں —

سرہتی خط و کتابت میں اب سے دس پندرہ برس پہلے
تک آداب و القاب اور مزاج پوسی وغیرہ کا وہی طریقہ
جاری تھا جو ہندوستان میں فارسی یا اُردو خط و کتابت
میں تھا - یا اب بھی ہے - مثلاً —

”دام دولتہ“ بندہ ” یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی
خیر و عافیت مطلوب وغیرہ اکھنڈے کا طریقہ عام طور
پر رائج تھا —

(۳۲) سرہتی راجاؤں اور سرداروں کی مہرین بھی
مسلمان بادشاہوں یا اُمرا کی مہروں کی نقل تھی - اول
اول ان کی مہرین فارسی میں ہوتی تھیں لیکن شیواجی

نے جب تاج پہنا اور خود مختار راجہ کی حیثیت اختیار کی تو اور تبدیلیوں کے ساتھ مہروں میں بھی تبدیلی پیدا ہوئی اور بجائے فارسی کے مرہٹی یا سنسکرت میں مہریں کندہ ہونے لگیں لیکن یہ تبدیلی بھی مثل دوسری تبدیلیوں کے جن کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں، صرف ظاہر تھی۔ ان مہروں پر حروف اگرچہ مرہٹی یا سنسکرت کے ہوتے تھے، لیکن اصل عبارت فارسی کا ترجمہ ہوتی۔ مثلاً فلاں بندہ فلاں راجہ، یا اسی مطالب کو فارسی طرز پر مبالغہ یا استعارات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مسلمانوں سے قبل بھی مہریں ضرور ہوں گی، مگر اُن کا حال فی الحال ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لیکن اس میں ذرا شبہ نہیں کہ مرہٹوں نے مہروں کا یہ طریقہ مسلمانوں سے لیا اور اُن کے دیکھنے سے یہ امر صاف طور سے معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں ہر دو قسم کی چند مہروں کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

شیواجی کی والدہ کی مہر فارسی میں تھی اور اُس کے الفاظ یہ تھے ”ججبابائی والدہ راجہ شیواجی“ دیانت راؤ جو علی عادل شاہ کا دفتر دار تھا۔ اُس کی مہر بھی فارسی میں تھی۔ اور اُس کے الفاظ یہ تھے۔

”دیانت راؤ بندہ علی عادل شاہ“

مہر راجہ شیواجی مہاراج
प्रतिपच्चंद्ररेखेव वर्धिष्णुर्विश्ववदिता
शाहसूतो शिव स्वैषा मुद्रा भद्राय राजते

سرھٹی زبان پر فارسی کا اثر

ترجمہ - شیواجی ابن شاہ جی کی یہ مہر ہلال یک شبہ
کی مانند خوبصورت ہے ۔ جو ہر روز بڑھتا ہے
اور جس کی تھام دنیا عزت کرتی ہے —

فارسی - ” ایں مہر شیواجی ابن شاہ جی خوش نما ہیمچو
ہلال یک شبہ کہ ہر روز فزاید و مقبول ہیم
عالم است “ مہر بالاجی باجی راؤ پیشوا سنہ
(۱۷۴۰ م تا سنہ ۱۷۶۱)

श्री राजा शाहू छत्रपति हर्षनिधान । बालाजी बाजीराव मुख्य प्रधान ॥

ترجمہ - راجہ ساہو چھتر پتی منہج ہیم بہجت و مسرت بالاجی
باجی راؤ وزیر اعظم او —
مہر جوتیاجی کسیر کر جو ساہو مہاراج کے ساتھ
قید میں تھے —

राजा शाहू चरणीं तत्पर । कृष्णाजीसुत जोत्याजी केसर ।

ترجمہ - خاک پاے قدوم راجہ ساہو ، جوتیا کسیر کراہی
کرشنا جی

مہر - پرشرام ترنبک پرتیہندی
وزیر راجہ رام مہاراج

श्री राजा शिवछत्र पति स्वामी कृपा निधी । तस्य परशुराम त्रिबक प्रतिनिधि ॥

ترجمہ - شری راجہ شیواجی چھتر پتی منہج مسرت و
بہجت ، وزیر او پر قیندی پرشرام ترنبک
مہر - بہیرو موریشور پیشوا مہاراجہ شاہو —

श्री राजा शाहु नरपति हर्ष निधान । मोरेश्वर सुत भैरव मुख्य प्रधान ॥

ترجمہ - شری راجہ شاہو، صاحب عالمیان، منہج مسرت
و بہجت، بہیرو ابن موریشور وزیر اعظم او

غرض اس قسم کی مہرین دوسرے مرہٹھے سرداروں کی
بھی ہیں اور ان کے دیکھنے سے ہمارے بیان کی پوری
تصدیق ہوتی ہے —

مورّی طریقۂ تحریر

(۳۳) مرہٹھی میں کتابت کے دو طریقے ہیں۔ ایک

بال بودہ دوسرا مورّی —

بال بودہ صاف اور خوش خط ہے جو ہاتھ روک کر لکھنا
پڑتا ہے۔ مورّی رواں اور تیز خط ہے جو مسلسل لکھا
جاتا ہے گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ بال بودہ ہمارا نستعلیق
ہے اور مورّی خط شکستہ —

عام طور پر یہ روایت مشہور چلی آرہی ہے کہ مورّی
حروف بال بودہ یا ناگری حروف سے کسی قدر تغیر کے ساتھ
بنائے گئے ہیں اور اس کا سوجھ بوجھ ہیما دری پنت یا ہیما تر پنت
دفتر دار راجہ واڑ اور راجہ رام دیوراؤ، راجگان دولت آباد
تھا۔ ان دونوں مرہٹھے راجاؤں کی حکومت سنہ ۱۲۶۰ ع
سے سنہ ۱۳۰۷ ع تک رہی —

یہ روایت تاریخی لحاظ سے بھی صحیح معلوم ہوتی

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

ہے۔ سنہ ۱۲۶۰ ع سے قبل کے جتنے خطوط اور فرامین سرہتہ سرداروں کے پائے کئے ہیں وہ یا تو پتھروں اور تانبے کے پتروں پر کندہ ہیں یا تاز کے پتوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ غرض یہ تحریریں اسی قسم کی چیزوں پر پائی جاتی ہیں جن پر لکھتے وقت ہر حرف کے وسط اور آخر میں ہاتھ روکنا پڑتا ہے۔ اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ اُس زمانے میں معمولی خط وغیرہ بھی تاز کے پتوں، چھڑوں وغیرہ پر لکھے جاتے تھے۔ ایسی چیزوں پر لکھنے کے لئے بالبودہ ہی کا طریقہ تحریر زیادہ مناسب اور سوزوں ہے۔ ایک ایسا طریقہ کتابت جو موڑی کی طرح آسانی اور تیزی کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے ہرگز پتھروں، تانبے کے پتروں، چھڑے، کپڑے، یا تاز کے پتوں کے لئے سوزوں نہیں ہوسکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس وقت سوائے بالبودہ کے کوئی دوسرا طریقہ رائج نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی اور اسی لئے کسی کو موڑی جیسے کسی دوسرے طریقہ کتابت کے ایجاد کا خیال بھی نہ آیا۔ علاءالدین نے دیوگڑی یا دولت آباد کو سنہ ۱۲۹۳ ع میں فتح کیا ہرپال راؤ دولت آباد کا آخری راجہ اور رام دیو کا داماد سنہ ۱۳۱۸ ع میں سلطان مبارک کے ہاتھ سے مارا گیا اور دولت آباد ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ اُس زمانہ کی ایک قلعہ کتاب جس کا نام

پوشورام اُپدیش ہے اب پائٹی کٹی ہے اور اس وقت مستر راجواری کی ملک ہے۔ یہ کتاب عام نجوم کے متعلق ہے۔ اس میں تار کے پتوں اور پارچہ وغیرہ پر ضروری نجومی اشکال کھینچنے کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ اس پر اختتام کتاب کا سنہ ۱۲۷۸ ش کے لکھا ہوا ہے جو عیسوی سنہ ۱۲۵۶ ہوتا ہے۔ یہ کتاب انتزاع حکومت دولت آباد (سنہ ۱۳۱۸ ع) سے آٹھ سال بعد شروع کی گئی اور بیس سال میں ختم ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس سے قبل تار کے پتوں اور پارچہ پر لکھنے کا طریقہ رائج تھا۔ بھگوت گیتا کی مشہور سرہتئی تفسیر دنیا نیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع یعنی راجہ رام دیو کے زمانے میں ختم ہوئی۔ اُس میں تار کے پتوں اور چھڑے وغیرہ پر لکھنے کے بارے میں ضمیمہً بارہا ذکر آتا ہے۔ دوا سی اسناد یا عطیات سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے قبل تانبے کے پتروں پر دیے جاتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے کے اس قسم کے تانبے کے پتر بہت سے دستیاب ہوئے ہیں بلکہ یہ رواج اس سے تین سو چار سو برس بعد تک بھی جاری رہا۔ فرماں روا یان اسلام، شیواجی، اور پیشواؤں کے وقت کے اکثر تانبے کے پتر جو اس زمانے کے ہیں اُن سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ غرض یہ کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک خاص خاص حالتوں میں تار کے پتے، پارچہ

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

چھوڑ وغیرہ تحریر کے لیے کام آتے تھے۔ لیکن اس زمانے کے لگ بھگ یعنی سنہ ۱۳۲۶ ع میں یا اس سے ذرا قبل کتابت کی غرض سے ایک اور نئی شے کا رواج بھی شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ کاغذ تھا۔

بھگوت گیتا کی مرہٹی تفسیر دنیا نیشوری میں جو سنہ ۱۲۹۰ ع میں ختم ہوئی، کئی مقام پر بعید سا کنایہ کاغذ کے متعلق پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ آیا ہے —
 पाटिया बरिती आखरे । पुस्ततां येती जोसि के ॥

ترجمہ۔ بات کے لکھے ہوئے حروف جسے ہم ہاتھ سے مٹا سکتے ہیں۔

مستراج وارے جو ایک مشہور مرہٹی مورخ ہیں وہ بات کے معنی کاغذ کے لیتے ہیں۔

یہ محض قیاسی بات نہیں ہے کہ کاغذ کا استعمال اس زمانے میں اس طرف شروع ہو گیا تھا۔ مکندرراج دنیا نیشور کا ہم عصر تھا بلکہ اس سے کچھ پہلے ہی ہوا ہے۔ اس کی کتاب دیویک سندھو کا اصل نسخہ کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ وہ اب تک موسن آباد میں اُس کے شاگردوں کی اولاد میں چلا آرہا ہے۔ اس کتاب کے حروف بالبودہ یا ناگری ہیں اور اسی طرح کے لکھے ہوئے ہیں جیسے کہ ہم یاد ہو راجاؤں کے زمانے کی تحریریں پتھوروں یا تانہے کے پتھروں پر پاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا نیشور

مرہٹھی زبان پر فارسی کا اثر ۹۹.

اور مکندر راج کے عہد کے لوگوں کا کسی قدر رجحان کاغذ کے استعمال کے متعلق اس سے بھی کچھ پہلے ہو چلا تھا؛ یعنی تیرھویں صدی کی ابتدا میں۔ اسی زمانے میں ہیچادری نے جو یادھو راجاؤں کے دفاتر کا افسر اعلیٰ تھا، مرہٹواری میں مورتی طریقہ تحریر کا رواج دیا۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے مورتی کا رواج دیانیشوری سے قبل ہو چکا تھا۔ کیونکہ شاعر ایک جگہ لکھتا ہے کہ (باب ۴ بیت ۲۴) دواچی تیہی فاڈی (غلط حروف پہاڑ ڈالے) یہ ظاہر ہے کہ تانبے کے پتر نہیں دھت سکتے اور غلط حروف کا اُن میں سے پہاڑ کر پھینک دینا بھی ممکن نہیں۔ اس سے مطالب کاغذ کا ہے۔ کیونکہ کاغذ ہی پر سے غلط الفاظ آسانی سے پہاڑ کر پھینک سکتے ہیں۔

دیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع میں اقام کو پہنچی۔ اور ہیچادری یا ہیچادپٹ سنہ ۱۲۶۰ ع سے یادھو راجاؤں کا دفتر دار تھا۔ اُس وقت مسلمانوں کی حکومت کو شمالی ہند میں قائم ہوئے اسی نوے برس گزر چکے تھے۔ یہ امر یقینی ہے کہ یادھوؤں کے زمانے میں مرہٹے مسلمانوں کو جاننے پہچاننے لگے ہوں گے اور اُن کا کاغذ بھی مسلمان تاجروں کے ذریعے مرہٹوں کے ملک میں پہنچ گیا ہوگا، یا خود مرہٹوں نے کاغذ بنانا سیکھ لیا ہوگا۔ مورتی اسی زمانے میں پہلے پہل رائج ہوئی اور اس کے رواج کی

مرہٹھی زبان پر فارسی کا اثر

ایک وجہ کاغذ بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ جب تک کاغذ کا رواج نہ ہوا ہوگا اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو اشیا اس وقت تک تحریر کے لئے مستعمل تھیں وہ مورتی کے لئے مناسب نہ تھیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بالبدوہ سے مورتی طریقہ کتابت کے پیدا کرنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ ذرا سے غور کے بعد یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ اس خیال کا باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا۔

اول۔۔۔ مورتی کا لفظ شکستہ کا ترجمہ ہے۔ اور کوئی دوسرا لفظ اس کے لئے مرہٹھی یا سنسکرت میں نہیں پایا جاتا۔

دوم۔۔۔ مسلمانوں کے قبل اس کا مطلق رواج نہ تھا۔ سوم۔۔۔ کاغذ مسلمانوں نے رائج کیا۔ اور جب کاغذ مرہٹوں کے ملک میں پہنچا تو اس وقت مورتی کی ایجاد کا موقع پیدا ہوا۔ کیوں کہ پارچہ، چہرے، بھوج پتر، یا تانبے کے پتروں پر مورتی کا لکھنا ممکن نہ تھا۔ یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ مورتی خط کی ایجاد مسلمانوں کے آنے سے قبل نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر ہوتی بھی تو بیکار ہوتی۔ اس لئے کہ استعمال کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔

چہارم۔۔۔ چون کہ فارسی کا شکستہ خط موجود تھا لہذا

۱۰۱ سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

اُسی طرز اور نہونے پر موڑی کی کتابت بھی
ایجاد کو لی گئی —

غرض موڑی کے وجود میں آنے کا اصل اور صحیح
باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا - اور چونکہ خود
شکستہ خط بھی اُسی غرض سے ایجاد ہوا تھا کہ تحریر کا کام
آسانی اور تیزی سے ہو سکے جو نستعلیق سے ممکن نہ تھا
اسی غرض اور نہونے پر موڑی کا طریقہ کتابت بھی سرہتیوں
نے وضع کیا - فارسی نے جہاں سرہتی زبان پر اور بہت
سے اثرات ڈالے تھے وہاں اس کے طریقہ کتابت پر بھی
ایسا اثر ڈالا کہ اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک سرہتی
زبان دنیا میں قائم ہے —

عوام میں ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ہیمادری
موڑی سیلون سے لایا - یہ روایت محض بے بنیاد اور
تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے - سیلون میں نہ موڑی
تھی ، نہ بالبودہ - اس لئے اس کا وہاں سے آنا ایک بے
جور سی بات ہے - دوسرے موڑی حروف کچھہ لٹے یا غیر
نہیں ہیں - یہ شکستہ کی تتبع میں بالبودہ حروف سے
تھوڑے سے تغیر کے ساتھ آسانی کے لئے بنا لئے گئے ہیں -
بعینہ جیسے شکستہ خط کے حروف نستعلیق سے - اگر گزشتہ
چار پانچ صدیوں کے موڑی حروف کو غور سے دیکھا جائے
تو ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہو جائے گی -

چودھویں اور پندرھویں صدی کی موڑی آج کل کی موڑی کی نسبت بالبدہ سے بہت زیادہ قریب تھی۔ چودھویں صدی سے لے کر اب تک کے بیس پچیس خطوط و فراسین کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو اس کا کامل یقین ہو جائے گا کہ موڑی بالبدہ کے حروف کی دوسری صورت ہے جو محض آسانی اور تیز فوبسی کی غرض سے بدائی گئی ہے۔ اب جو ہمیں موڑی اور بالبدہ میں فرق معلوم ہوتا ہے تو وہ جادو قلم منشیوں کا اعجاز ہے جو پانسو سال سے برابر اُس میں تصرف کرتے چلے آتے ہیں۔

یاد ہو (یا جادو) سلطنت کی حدود جنوب میں دور تک پہنچ گئی تھیں۔ اور مہکن ہے کہ اس سلطنت کا مشہور دفتر دار جو موڑی کا بانی ہوا ہے وہ جنوب کی طرف گیا ہو اور اُس نے وہاں کے دفاتر کا معائنہ کیا ہو اور یہ بھی مہکن ہے کہ وہ جاترا کے لئے رامیشور پہنچا ہو۔ ”جہاں اب بھی خوش عقیدہ اور متقی ہندو جاتے ہیں“۔ اور وہاں سے واپسی کے بعد عام حکم تھام دفاتر میں موڑی کی ترویج کا جاری کیا ہو۔ اس پر سے لوگوں نے مشہور کر دیا کہ یہ فیما تحفہ سیلون سے آیا ہے۔ چوں کہ عام لوگوں کے خیال میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ یہ فارسی شکستہ خط کی نقل ہے، اس لئے سیلون والی روایت آسانی سے مشہور ہو گئی۔

مرہٹی شاعر

شاعری طبعاً انسان کو مرغوب ہے اور اُس نے قوموں پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ اور بعض اوقات بڑے بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زبان کے عالم ادب میں اول درجہ شاعری کا ہے اور اس کے بعد نثر کا۔ علاوہ اس کے تقدم زمانی بھی شاعری ہی کو حاصل ہے۔ ادبیات کے میدان میں اول شاعری ہی کا قدم آتا ہے۔ یہی کیفیت مرہٹی زبان اور مرہٹی علم ادب کی ہے۔ مرہٹی علم ادب کی ابتدا بارہویں صدی کے شروع سے ہے اور سب نظم میں ہے۔ بارہویں، تیرہویں اور چودھویں صدی کی مرہٹی ملی جلی تھی۔ یعنی آدھی مرہٹی اور آدھی پراکرت۔ مرہٹی کے ابتدائی شاعر کلیتاً مان بھاؤ تھے۔ یہ لوگ مذہبی تھے اور ان کا اپنا الگ فرقہ تھا۔ یہ اپنے مذہبی کلام کو غیروں سے چھپاتے تھے۔ اُس لئے اس کی اشاعت نہ ہوئی۔ لیکن جہاں تک ان کی کتابیں یا نظمیں دیکھنے میں آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی معمولی درجے کی ہیں اور مطلقاً قابل لحاظ نہیں۔ مگر مان بھاؤں کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے بجائے سنسکرت کے اپنے تھام خیالات مرہٹی میں ادا کئے۔ اس سے اُن کی دور اندیشی کا اندازہ ہوتا ہے اور غالباً

یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے پیرو غیر برہمن ہیں
 حالاں کہ اس کا بانی ایک برہمن تھا جو ذات باہر
 کر دیا گیا تھا۔ پھر حال سان بھاؤن کو یہ فضیلت اور
 تقدم حاصل ہے کہ سب سے اول انہوں نے اس زبان میں
 لکھنا شروع کیا جو مہاراشٹر میں عام دُور بولی اور
 سمجھی جاتی تھی —

مرہٹی شعرا اکثر درویش اور صوفی ملمش لوگ تھے
 ان کا زمانہ تیرھویں صدی کے بعد کا ہے۔ انہوں نے
 اپنی نظموں میں کہیں اپنا ذکر نہیں کیا۔ شان و نادر
 کنایتاً یا اشارتاً ایک آدھ بات آگئی تو آگئی ورنہ اُن
 کی نظموں میں باتوں سے بالکل خالی ہیں۔ لہذا ان کے
 حالات کا معلوم کرنا دشوار ہے۔ البتہ پرانی روایتیں اور
 کراماتیں مشہور چلی آرہی ہیں لیکن وہ درجہ اعتبار
 سے ساقط ہیں، اس لئے بہت کچھ قیاس سے کام لینا
 پڑتا ہے۔ یہ لوگ دنیا سے بے تعلق یا دنیوی واقعات سے
 بالکل بے خبر تھے اور خبر بھی ہوتی تو انہیں اس
 قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی نظموں میں ان کا ذکر
 کریں۔ وہ پرمیشور کی بھگتی میں مصروف رہتے اور
 اُسی کی حمد و ثناء کے کیت گاتے تھے اور یہ نظموں محض
 خدا یا اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے لکھتے تھے۔ ان
 میں سے ہر ایک کا دیوتا الگ تھا۔ مثلاً ایکدا تھہ اور

داسوہنت (۱۵۵۰ - ۱۶۱۵) کا دیوتا دتاتریہ تھا - تکارام اور نام دیو پندھرپور کے دیوتا وٹھوبا کی پرستش کرتے تھے - رام داس اور سوروہنت، رام کے پجاری تھے -

ان شعرا کی ساری شاعری اپنے اپنے دیوتاؤں کی صفت و ثنا یا پند و موعظت پر مشتمل تھی - سرہتی شاعری میں عشق و محبت، شراب و کباب، گل و بلبل نام کو نہیں - یہ مہاپرش عورت کو راہ نجات میں حائل اور اپنی بھگتی کا ہارج سمجھتے تھے اور اس لئے اس کے ذکر سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے - حالانکہ عشق و محبت سنسکرت اور ہندی شاعری کی جان ہے اور ان کے شعرا نے اس مضمون پر ایسے پورے اور لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے جو دوسرے ملک کی شاعری میں مشکل سے ملیں گے - سرہتی شاعر کا سب سے بڑا مقصود دیوتا یا خدا کی پرستش اور عبادت ہے - وہ کہتا ہے ”مجھے کھانا نہیں چاہئے، مجھے اولاد نہیں چاہئے مگر میں چاہتا ہوں کہ ناراین سیوے دل میں بسا رہے“ (تکارام) -

شیواجی نے بہت سے بیش قیمت تحفے تکارام کو بھیجے اور اپنے دربار میں بلایا - لیکن اُس نے وہ تمام روپیہ پیسہ اور نذرانے وہیں قربا و مسکین میں تقسیم کر دیے اور مہاراج کو یہ جواب کہلا بھیجا ”میں تمہارے پاس آؤں تو کیوں آؤں؟ اس میں صرف آنے جانے کی زحمت

ہوگئی۔ میں تم سے کھانا نہیں مانگتا۔ بھیک میرا سب سے بڑا داتا ہے، اب رہے کپڑے، سو میوے پاس بہت سے چیتھڑے موجود ہیں۔ پتھر میرا بچھونا ہے اور آسمان میرا اوتارنا ہے۔ لوگ شاہی درباروں میں عزت کے لئے جاتے ہیں، لیکن کیا انہیں وہاں اطمینان قلب بھی حاصل ہے؟ شاہی دربار میں صرت امیروں کی عزت ہوتی ہے، دوسروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ جب میں لوگوں کو فاختہ لباس پہنے دیکھتا ہوں تو مجھے موت یاد آتی ہے۔ اگر تم میرے اس جواب سے ناخوش ہو تو ہری (خدا) مجھے نہیں چھوڑ دے گا..... میں غریب و بھکس نہیں ہوں کیوں کہ میں نے ہمیشہ کے لئے اپنے تئیں خدا کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ میرا معاف اور مجھے غذا پہنچانے والا ہے۔ میں تمہارے پاس آکر کیا کروں؟ اُمید کو میں نے کم کرتے کرتے صفر تک پہنچا دیا ہے۔“ غرض اس قسم کی متعدد مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درویش شاعر سال و دولت اور جاہ و ثروت کی مطابق پروا نہیں کرتے تھے —

حب وطن کا خیال، جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے، بالکل جدید ہے۔ تاہم دنیا میں ہر جگہ یہ پایا جاتا ہے کہ لوگوں کو اپنے ملک و قوم سے خاص محبت ہوتی ہے۔ مہاراشٹر کا سب سے بڑا شاعر مکتیشور کہتا ہے کہ:

”مہاراشٹر تھام مہالک کا بادشاہ ہے۔ اس کے

خوت سے دیوتا تک شرمندہ ہیں۔“ -

اسی طرح ایک دوسرا شاعر کرشن دیار لکھتا ہے کہ

”جب مہاراج شیو (شیواجی) نے نجات حاصل

کی (یعنی انتقال کیا) تو تاسوے (یعنی سوخ

لوگ) جذوب میں آئے اور انہوں نے بلدہ

فتح (بیجاپور) کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے

قوم پر بڑی مصیبت نازل ہوئی۔“ -

یہاں ”سوخ لوگوں“ سے مراد مغل ہیں۔ اور اس

مصیبت سے مراد اورنگزیب کی فتح و کامیابی ہے جسے

شاعر ”سوخ لوگوں کا بادشاہ“ کہتا ہے۔

اس قسم کے اشعار مرہٹھی شاعروں کے ہاں بہت کم

بلکہ شاذ ہیں۔ ورنہ ان کا ”نکیہ خیال“ زیادہ قریعہ اور

آخرت ہے۔ دنیاوی معاملات سے بہت کم بحث کرتے ہیں۔

مرہٹھی شاعر نہ تو عالم تھے اور نہ اُن کا شمار اچھے

پڑھے لکھے لوگوں میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً رام داس، تکارام،

نام دیو، وغیرہ جن کی شہرت عام ہے اور جن کا نام

بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے، اسی قسم کے شاعر تھے۔

سوروینت، ایکھاتھ، مکتیشور، سریدھر وغیرہ سنسکرت سے واقف

تھے، لیکن عالم انہیں بھی نہیں کہہ سکتے۔ البتہ رگھوناتھ پندت

اور واسن پندت بڑے عالم تھے اور انہوں نے عموماً سنسکرت

کی شاعری کی تقلید کی ہے یا سنسکرت کی بعض نظموں کا ترجمہ کیا ہے۔ اب تک تیرھویں صدی سے اُنیسویں تک چھوٹے بڑے تین سو شاعروں کے نام معلوم ہوئے ہیں۔ اُن میں سے مساکر کے چھ سات ایسے نکلیں گے جنہیں عالم یا اچھے بڑھے لکھے کہہ سکیں۔ مرہٹی شاعری کا بڑا سرچشمہ سنسکرت کی مشہور آفاق نظمیں راماین و مہا بھارت ہیں۔ اکثر شعرا نے انہیں دو مقدس کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے۔ یہ درویش شاعر فصاحت اور صریح و نڈو کے قواعد کی بہت کم پروا کرتے تھے یہاں تک کہ برہمن شاعر رام داس بھی اس کی پابندی نہیں کرتا —

اسی سات صدی کے عرصے میں جو مرہٹی شعرا ہوئے ان کی تقسیم ان کے کلام کے لحاظ سے سرسری طور پر اس طرح ہوسکتی ہے —

۱۔ ویدانتی شعرا۔ مثلاً دینانیشور، سکندر راج، ایکباتھ، وامن پندت وغیرہ۔ ان کی شاعری ویدانت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ اہل دنیا کو راہ نجات کی طرف متوجہ کرتی ہے —

۲۔ بھگتی شعرا۔ یعنی وہ شاعر جو پریشور یا دوسرے دیوتاؤں کی حمد و ثناء کا گیت گاتے ہیں۔ اُن کی شاعری کا مقصد محض عبادت ہے۔ ان میں سربراوردھ نام دیو، تکارام، رام داس، مہی پتی وغیرہ ہیں۔ ان

میں سے رام داس اور تکارام کبھی کبھی لوگوں کو پنڈ و نصیحت کی شیرینی سے رجھاتے ہیں اور گاہ گاہ دنیاوی معاملات پر بھی کچھ کہہ جاتے ہیں —

۳۔ وہ شعرا جن کی شاعری 'بیانیہ' ہے، وہ ہیں جن کا ساختہ راماین اور مہابھارت ہیں اور انہیں کے مناظر یا قصوں کو مرہٹی نظم میں بیان کرتے ہیں۔ ان میں 'مکتیشور'، 'سورپنت'، 'رگھوناتھ' پنت زیادہ مشہور ہیں۔ واسن پنت اور ایکناتھ کی شاعری کا بھی ایک حصہ اس تحت میں آجاتا ہے —

لیکن ایک نہایت عجیب بات ان مرہٹی شعرا کے متعلق یہ ہے کہ ان میں سے تقریباً سب کے سب اور خاص کر اعلیٰ درجے کے شاعر اس زمانے میں ہوئے جب کہ ان کے ملک کے فرماں روا مسلمان بادشاہ تھے۔ البتہ قاسور اور ممتاز شعرا میں مکندرے اور دانیشور دو ایسے شخص ہیں جن کا زمانہ تیرھویں صدی کا ہے یعنی وہ زمانہ جب کہ مسلمانوں کا تسلط سہاراشتر پر نہیں ہوا تھا اور سورپنت پیشواؤں کے عہد میں تھا۔ ورنہ نامدیو، ایکناتھ، جٹارنہن، 'مکتیشور'، واسن، 'رگھوناتھ' پنت، 'کرشن دیارنو'، 'مادھو سنیشور'، 'سری دھر'، 'رام داس'، 'تکارام' انند قنہیٹے وغیرہ یہ سب اسلامی عہد ہی میں پھولے پھلے اور اُسی زمانہ حکومت میں اس دنیا سے سدھار گئے —

سرہتھی زبان پر فارسی کا اثر

دوسرا عجیب واقعہ یہ ہے کہ سرہتھی کے اکثر بھکتی شاعر موجودہ رقبہ ریاست حیدرآباد دکن میں یا اس کے آس پاس کے علاقے میں گذرے ہیں۔ نام دیو اور پراہاک باوا پرندہ پور کے رہنے والے تھے۔ مادھو سنیشور، سندور واڑہ قریب بھڑکن ضلع اورنگ آباد کا متوطن تھا۔ اسرت رائے خاص اورنگ آباد کا تھا۔ کرشنا دیانلو اور مکند راج، امبا جو گاٹی یعنی مومن آباد ضلع بیڑ (ریاست حیدرآباد) کے باشندے تھے، رام داس جام کا رہنے والا تھا جو راکھش بھون کے قریب ضلع بیڑ میں واقع ہے۔ داسو پنٹ، ناراین پیٹھ کا، رام ولہہ داس اور رام جوشی شولاپور کے، رگھو ناتھ اور سوری دھر، ناز (قریب پرندہر) کے، اچت گت کاشی بھرم ضلع فاسک کا، شیخ معھد چھارگنڈہ ضلع احمد نگر کا، دیوناتھ شری نور واقع برار کا، اور گورا کھار تیر ضلع عثمان آباد کا رہنے والا تھا۔ یہ درویش شاعر تقریباً سب کے سب طبقہ متوسط کے لوگ تھے۔ ان میں اکثر دیشستھ بڑھن پائے جاتے ہیں خصوصاً کلکونی اور دیش پانتے۔ کوکنستھ بڑھنوں کا قام ان درویش شاعروں اور سادھوؤں کی فہرست میں نہیں آتا۔ اس میں شک نہیں کہ علاوہ بڑھنوں کے ان میں دوسری ذات کے لوگ بھی شریک ہیں مثلاً ساؤنتا مالی، روہی داس چھار، گورا کھار، چوکھلا میلا مہار (تھیز) اور اس کی بیوی، بودھلے باوا سرہتھ، نامدیو درزی شیخ معھد اور معھد سلطان دونوں مسلمان۔ ان

لوگوں کی شاعری اب تک موجود ہے۔ یہ سب فقرا یا سادھو تھے۔ یہاں تک کہ ان کی وجہ سے مرہٹی زبان میں شاعر کا لفظ درویش یا سادھو کے ہم معنی ہو گیا ہے۔

مرہٹی کے فلک شاعری پر یہ چھ شاعر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دینانیشور، تکارام، رام داس، ان تیلوں کے کلام میں شاعرانہ آمد اور بے ساختہ پن پایا جاتا ہے اور فطرتاً شاعر پیدا ہوئے ہیں۔ باقی تین، واسن پنکت، سور وینت اور مکتیشور ہیں۔ ان کے کلام میں تکلف اور صنعت کا دخل زیادہ ہے۔

میں ان شعرا کے کلام پر زیادہ تبصرہ کرنا نہیں چاہتا کیوں کہ یہ میرے مقصد سے باہر ہے۔ لیکن یہاں ایک خاص امر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جسٹس راناتے موحوم اور ان کے مقلدین نے جہاں مرہٹہ حکومت کی ابتدا اور فروغ پر بحث کی ہے وہاں منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ان شعرا کو بھی قرار دیا ہے۔ ان کا دھوی ہے کہ یہ مرہٹی شاعر اور سادھو تھے جنہوں نے اس انقلاب کی داغ بیل ڈالی، لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا، انہیں قومیت کا خیال سنبھالایا اور شیواجی جیسے اولوالعزم شخص کو پیدا کیا جس نے آخر ملک میں مرہٹوں کی حکومت قائم کی۔ ہمیں ان کی اس رائے سے

اتفاق نہیں۔ اول تو ہندوستان میں شاعروں کو ایسی باتوں سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ وہ سیاسیات کے کوچے میں بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتے، ان کی جولانیوں کے میدان ہی دوسرے ہیں۔ دوسرے سرہتی شعرا کی شاعری اور بھی زیادہ محدود ہے، انہیں تو اس کی ہوا تک نہیں لگی تھی۔ ان کے کلام کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے (جس کا سختہر ذکر میں اوپر کرچکا ہوں) کہ یہ لوگ درویش صفت اور صوفی منش تھے، انہوں نے یا تو راماین و سہا بہارت کے قصے فظم کئے یا اپنے دیوتاؤں اور پرمیشور کی حمد کے گیت گائے یا مذہبی اور اخلاقی نصیحتیں لوگوں کو کیں۔ وہ پرمیشور سے لو لگائے اپنے دھیان اور بھگتی میں مگن رہتے تھے، انہیں دنیاوی معاملات اور خاص کر سیاسیات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ فرنچ ریولوشن (انقلاب فرانس) کی تاریخ پڑھتے وقت جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مورخین اس کے اسباب کا کھوج لگاتے لگاتے روسیو، والتیر وغیرہ تک پہنچے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہی انشا پرداز اور حکیم تھے جن کے خیالات نے اس انقلاب عظیم کا بیج بویا، جو اُگا، بڑھا، پھلا اور پھولا اور اس عجیب و غریب انقلاب کا باعث ہوا، تو ہمارے دل میں بھی کدکدی ہوتی ہے اور ہم بھی اپنے ملک کے واقعات و تغیرات کو اسی نظر سے

دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے حالات میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ۔ حال کے سرہتے مورخوں نے بھی غلطی کی اور اپنے شاعروں اور سادھوؤں کو روسیو اور والتیر وغیرہ کا قائم مقام فرض کر لیا ۔ حالاں کہ ان کے خیالات اور کلام میں کوئی نسبت نہیں ۔ یہ معض قلعید ہے اور نقلید بھی ایسی کہ واقعات اس کی مطابق تائید نہیں کرتے ۔ اُس زمانے کے شعرا اور خاص کر سرہتے شاعروں سے یہ توقع کرنا کہ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں حب وطن اور حب قوم کا جذبہ پیدا کیا اور ان کے دلوں کو اپنے پرتائیر کلام اور انقلاب انگیز خیالات سے گرمایا اور سیاسی انقلاب کا باعث ہوئے ، ایک خیالی اور فرضی تصویر ہے جو دل خوش کن تو ہے مگر واقعات کے سراسر خلاف ہے ۔

بعض سرہتے اور دوسرے مورخوں نے بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ شیواجی کا بنانے والا اس کا گرو رام داس تھا اور شیواجی نے جو یہ عروج حاصل کیا وہ اُسی کی کرامات تھی ۔ لیکن کوئی مؤرخ ، خواہ وہ اس خیال کا کیسا ہی ماننے والا کیوں نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ رام داس سے شیواجی کی ملاقات اُس وقت ہوئی جب کہ اُس کی عمر اکیس برس کی تھی ۔ حالاں کہ شیواجی اس سے کہیں پہلے اُس میدان میں قدم رکھ چکا اور لوت مار شروع کر چکا تھا ۔ وہ اس سے بہت قبل اپنے منصوبے طے کر چکا اور اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکا تھا ۔ اپنے آئندہ

طرزِ بھل کے متعلق کوئی خاص بات ایسی نہ تھی جس کا فیصلہ وہ اس وقت نہ کر چکا ہو۔ چنانچہ اس کی مہر کے ”نقش نگین“ سے صاف ظاہر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے —

”ہلال کی مانند بڑھتی ہوئی اور دنیا بھر

کی مقبول و محبوب یہ مہر مہاراج شاہ جی کے

فرزند کی خوبصورت معلوم ہوتی ہے“ —

مہر کے یہ الفاظ اُس زمانے کے ہیں جب کہ شیواجی کی عمر ۱۳ یا ۱۴ برس کی تھی یا ایک آدھ مہینہ زیادہ سمجھ لیتے۔ اس زمانے کے کاغذات کے دیکھنے سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اس وقت ان کی عمر اس سے زائد نہ تھی۔ رام داس کی ملاقات سے کہیں پہلے شیواجی اپنے منصوبے سوچ چکا تھا۔ اور یہ ولولہ اس کے دل میں ملک کی پریشان اور خستہ حالت دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔ احمد نگر کی سلطنت اس وقت بیجاپور اور شاہجہاں کے ہاتھوں کشمکش میں تھی (جنوری سنہ ۱۶۳۷ ع) اور کوکن اور گہات ماتھا (یعنی اضلاع پونا و سرپا وغیرہ) جو سلطنت احمد نگر کا حصہ تھے سلطنت بیجاپور کے قبضے میں آگئے تھے۔ مرہٹے سردار بیجاپور کی اس نئی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور اول اول سنہ ۱۶۵۵ یا اس سے کسی قدر قبل شیواجی نے یہیں سے اپنی اوت مار اور غارت گری کا آغاز کیا۔ اُس وقت اُس کی عمر سترہ یا اٹھارہ برس کی ہوئی — غرض جس چیز نے شیواجی کے سر میں غارت گری

اور بعد ازاں حکومت کا سونا پیدا کیا وہ ملک کی بدانتظامی اور حکومت کی پریشان حالی تھی۔ یہ اثر نہ مہابھارت اور رامائن کی کہانیوں کا تھا اور نہ رام داس کی تلقین کا۔ رام داس نے اس وقت تک اس کے گرو تھے اور نہ شیواجی اُن کا چیلہ۔ اس میں شک نہیں کہ بعد میں گرو کی تلقین نے اُسے اور اُبھارا اور اس کے خیالات میں زیادہ وسعت پیدا کی اور اُسے ہندو قوم کا نجات دہندہ اور ہندو حکومت کا بانی قرار دیا، لیکن اس خیال کی ابتدا نہ گرو سے ہوئی اور نہ مرہٹی شعرا اور سادھوؤں سے۔ اُس وقت کی تاریخ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی ابتوری نے شیواجی کو یہ موقع دیا کہ وہ رفتہ رفتہ غارت گری اور لوٹ مار سے مسند حکومت تک پہنچ گیا۔ اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے، ایسے وقتوں میں اکثر ایسا ہوا ہے اور ہمارے ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ کہنا کہ مرہٹی سادھو سنہ ۱۲۰۰ ع سے مرہٹوں کو اس انقلاب کے لئے قیام کر رہے تھے اور مہابھارت اور رامائن کے قصوں نے (جو شعرا نے اپنی فظہوں میں بیان کئے) اور رام داس کی تلقین نے شیواجی سے شخص کو پیدا کیا بعض فسانہ ہے جو انگریزی تعلیم یافتہ تاریخ نویسوں کے قیاسات کا نتیجہ ہے۔ یہ قصے یہ کتھائیں یہ نظمیں زمانہ قدیم سے تھام ہندوستان اور مہاراشٹر

میں گاٹی اور سنائی جاتی ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس انقلاب کی تیاری اور شیواجی کے بنانے کے لئے چار صدی کا عرصہ درکار ہوا ۔ اگر ان سادھوؤں اور شعرا نے اہل ملک کے جذبات کو اُبھارا تھا اور ان میں حب وطن اور حب قوم کا ولولہ پیدا کیا تھا اور لوگ انقلاب کے لئے تیار بیٹھے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جب شیواجی نے اول اول اپنا کام شروع کیا تو لوگوں نے عموماً اس کا ساتھ نہیں دیا اور مرہٹی اسوا میں سے تو ایک بھی اس کے ساتھ نہ تھا ؟ جب اس نے اپنی غارت گری اور اوت مار سے فام پیدا کر لیا تو لوگ اس کا ساتھ دینے لگے ۔ لیکن یہ حب قوم یا حب وطن کے جذبات کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ہر دلیر غارت گر کی کامیابی پر یہی ہوتا ہے اور اب تک ایسا ہوتا چلا آتا ہے ۔ اگر شیواجی کی کامیابی جمہور کی عام رائے اور حب وطن کے جذبات پر تھی تو کیا وجہ ہے کہ شیواجی کے مرتے ہی رنگ بدل گیا اور یہ قومی جذبات ایک دو نسل تک بھی قائم نہ رہے ؟ رام داس شیواجی کی وفات کے بعد دو سال تک زندہ رہے ۔ وہ کیوں نہ سہبھا جی کو اپنے تہب پر لے آئے ؟ اس کے زمانے میں بھی بہت سے سادھو اور شاعر تھے اور خود اس نے اپنے پاپ کے زمانے میں بہت سوں کو دیکھا تھا ۔ پھر کیوں ان کی تلقین اور قوم

کے جذبات نے اس پر اثر نہ کیا ؟

فرض رام داس کی تلقین اور مرہٹی سادھوؤں اور شعرا نے شیواجی کو نہیں بنایا بلکہ اس کا باہٹ ملکی حالات و اسباب تھے جن پر مفصل بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔ البتہ ان سادھو شاعروں نے ایک بڑا قابل قدر کام یہ کیا کہ انہوں نے مرہٹی زبان کو زندہ رکھا اور اسے خراب نہ ہونے دیا۔ سنسکرت داں پنڈت مرہٹی کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اس میں لکھنا پڑھنا اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا فیشور سے لے کر شری دھر تک (۱۲۹۰ تا ۱۷۲۸ ع) ہر شاعر نے مرہٹی میں لکھنے کے متعلق معذرت کی ہے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی قوم کے شاعر اسے برا خیال کرتے ہیں۔ فارسی سرکاری اور درباری زبان تھی اور سنسکرت علما کی زبان۔ اس لئے مرہٹی زبان کی اشاعت کا کوئی موقع ہی نہ تھا اگر یہ درویش شاعر اپنے جذبات کا ذریعہ اسے نہ بناتے۔ سرکار دربار میں شعرا کی کوئی زیادہ قدر نہ تھی، ایک نو معہولی درجے کے شاعر راجہ یا کسی امیر کے دربار میں ملازم تھے، باقی نہ کسی کے ملازم تھے نہ کسی کے زیر بار منت؛ وہ محض اپنی قوم کی نجات اور خدا کی خوشنودی کے لئے فطہیں لکھتے تھے؛ انہیں نہ کسی سے صلے کی پروا تھی اور نہ ستائش کی تمنا۔ لیکن بلا واسطہ ایک فائدہ یہ پہنچا کہ

مرہٹی زبان اُن کی بدولت پاک صاف رہی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سنسکرت سے بے بہرہ تھے یا سنسکرت کا علم انہیں اس قدر نہ تھا کہ وہ اپنی نظموں کو پندتوں کی طرح سنسکرت کے ثقیل الفاظ سے بوجھل بنا دیتے۔ اس زمانے کی نثر کہیں نہیں ملتی اور غالباً نثر اس وقت تھی بھی نہیں۔ بعض نامور اشخاص کے خطوط سترہویں صدی کے قبل یا سترہویں صدی کے اور اکثر آٹھارہویں صدی کے اب تک موجود ہیں۔ ان میں مرہٹی سے زیادہ فارسی اور عربی کے الفاظ ہیں۔ اگر ان شاعروں کا کلام نہ ہوتا تو آج اس زمانے کی مرہٹی کی اصل اور صحیح صورت کا سراغ لگانا بھی مشکل ہو جاتا۔ اس لحاظ سے مرہٹی زبان پر اُن کا بڑا احسان ہے۔

ان شعرا کے متعلق ایک بات اور سمجھنے میں نہیں آتی وہ یہ کہ ان میں سے اکثر نے * ”ہندوستانی“ یا ہندی زبان میں بھی نظمیں لکھی ہیں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ ملک کے اسی حصے کی زبان ہندوستانی نہیں تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اس زبان میں شعر کہتے تھے؟ ایک بات سمجھ

* ان مرہٹی شعرا کے نام جنہوں نے ہندی زبان میں بھی شاعری کی: ایکناتھ (پتن فوت ۱۵۹۰ء) - دیویداس (آٹھارہویں صدی) - اسوت راجے (اورنگ آباد سنہ ۱۷۷۰ء) واسن پندت (فوت ۱۷۶۳ء) - تکارام، دیونا تھہ وغیرہ۔

میں آتی ہے کہ چوں کہ اس وقت مرہٹوں کے ملک پر مسلمان حکمران تھے اس لئے بہت سے لوگوں نے ”ہندوستانی“ یا ہندی سیکھ لی ہو۔ جیسے آج کل ہر مذہب و ملت کے لوگ معروسہ سرکار عالی میں اردو بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان فرماں رواؤں اور ان کی دربار کی زبان فارسی تھی، لیکن ان کے ساتھ بہت سے ہندو مسلمان شمال سے آگئے تھے اور اس لئے ممکن ہے کہ یہاں کسی قدر ہندی کا چرچا ہو گیا ہو۔ یا ممکن ہے کہ مرہٹی شعرا کو بھی قلمی داس اور کبیرو داس کی طرح ہندی میں کہنے کا شوق پیدا ہوا ہو۔ یہ محض قیاس ہے کوئی تاریخی شہادت اس کے متعلق تائید میں نہیں ملتی۔ میں نے اکثر مرہٹی ادیبوں اور عالموں سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن کسی نے تشفی بخش جواب نہیں دیا۔ ان کی رائے بھی قریب قریب وہی ہے جو میں نے ظاہر کی ہے اور محض قیاس پر مبنی ہے۔

اُس زمانے میں فارسی زبان کا وہ زور تھا کہ شاید ہی ہندوستان کی کوئی زبان اس کے اثر سے بچی ہو۔ مرہٹی بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں تھی اور غالباً بعض دوسری زبانوں کی نسبت وہ زیادہ متاثر ہوئی۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ اوراق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

سرہتھی زبان پر فارسی کا اثر

سرہتھے بھٹیٹ قوم کبھی صاحب علم و فضل نہیں ہوئے جو مختلف زبانیں حاصل کرتے اور ان کے پاکیزہ اور ہمدہ خیالات کو اپنی زبان میں لاتے اور اپنی زبان کو ان جواہرات سے مالا مال کرتے۔ حالانکہ مسلمانوں کی حکومت مدتوں ان کے ملک پر رہی اور ان کے تعلقات ہمیشہ مسلمانوں سے رہے لیکن انہیں کبھی عربی فارسی زبانوں کی تحصیل کا شوق پیدا نہ ہوا۔ سنسکرت کے عالم تو گنتی کے چند تھے بھی لیکن عربی فارسی کا عالم ایک بھی نہ تھا۔ انہوں نے کبھی کسی عربی فارسی کتاب کا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کیا اور نہ عربی فارسی ادب کے چمنستان سے وہ پھول چٹے جو ہر ملک کے باشندوں کے دماغ معطر کر دیتے ہیں۔ سرہتوں میں پچھلی چار صدی میں بہت سے مدبر بہت سے وزیر اور بہت سے بہادر سورما ہوئے، لیکن حقیقی صاحب علم و فضل اتنے بھی نہیں ہوئے جو انگلیوں پر گنے جاسکیں۔ باوجود اس کے فارسی الفاظ سرہتھی زبان میں بلا تکلف داخل ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ سرہتھی شاعروں کا کلام بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ صرف دیانشر ایک ایسا شاعر ہے (۱۲۷۵ - ۱۲۹۶ ح) جس کا کلام فارسی الفاظ سے پاک ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے قدم اس حصہ ملک میں نہیں آئے تھے۔ تاہم اس

میں شک نہیں کہ مرہٹھی نظم میں بہ نسبت نثر کے فارسی عربی الفاظ بہت کم استعمال ہوئے ہیں حالانکہ اس زمانے کے مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹھی کے مقابلے میں فارسی کہیں زیادہ غالب ہے۔ نظم کے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ مرہٹھی شاعر درویش اور صوفی منش لوگ تھے، انہیں دنیا اور دنیوی معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا، ان کی شاعری مذہب، پُران کے قدیم قصوں، ویدانت اور بھگتی وغیرہ مضامین سے بھری پڑی ہے اور یہ ایسے مضامین ہیں جن کے ادا کرنے کے لیے کسی غیر زبان کے الفاظ کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ البتہ سیاسی اور تمدنی معاملات میں بغیر فارسی عربی الفاظ کے چارہ نہ تھا۔ کیوں کہ مرہٹھوں کا تمدن بہت محدود اور کم درجے کا تھا اور جدید خیالات و حالات کے ادا کرنے کے لیے الفاظ بھی انہیں کی زبان سے لینے پڑتے تھے جن کا وہ تمدن تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مرہٹھی شاعروں نے اپنی نظموں میں فارسی عربی الفاظ کا کم استعمال کیا ہے تاہم وہ اس زبان کے عالمگیر اثر سے نہ بچ سکے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مرہٹھی زبان ان شعرا کی بہت سہنوں ہے۔ انہوں نے حتیٰ الامکان اسے غیر زبان کے اثر سے محفوظ رکھا اور آئندہ نسلوں کے لیے پاک صاف زبان چھوڑ گئے۔ یہی ایک بڑی بات ہے جو مرہٹھی شعرا کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے

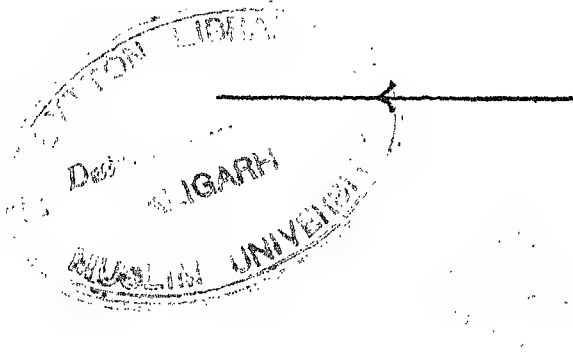
ورنہ جن چیزوں پر ہمارے بعض واجب التعظیم سرہتہ مورخوں نے زور دیا ہے وہ زیادہ تر ان کے قیاس و تخیل کا نتیجہ ہیں۔

خاتمہ

ہر قوم خواہ وہ کیسی ہی حقیر کیوں نہ ہو دنیا میں ایک حیثیت رکھتی ہے۔ یہی حال زبان کا ہے۔ زبانیں بھی قوموں کی طرح بڑھتی کھتی اور بدلتی ہیں۔ پھر وہ افراد اور اقوام کی طرح گرد و پیش کے حالات و اثرات اور دوسری زبانوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس طرح قومیں مختلف تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اسی طرح زبانوں میں بھی ایک دوسرے سے رشتے بنتے ہیں۔ ایک زمانہ آئے گا جب کہ دنیا کی تمام قوموں کو نوع انسان کے حلقے میں آکر ایک ہونا پڑے گا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ وقت کب آئے گا۔ یہ تخیل کی جولانیاں ہیں جو آئندہ کی تاریکی میں پنہاں ہیں اور ان کے ظہور کی پیشین گوئی کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ ایک روز آئے گا جب بنی نوع انسان ایک قوم اور ایک ذات ہوں گے اور تمام سفیہانہ اور شرمناک اختلافات جو اس وقت ادنیٰ خود غرضیوں کی بدولت بہت اہم نظر آتے ہیں مت جائیں گے۔ لیکن زبانوں کا اختلاف پھر بھی باقی رہے گا۔ مگر یہ اختلاف

معاندانہ یا منافقانہ نہ ہوگا بلکہ تہذیب اور علم و تہذیب کو فروغ دے گا اور ایک زبان دوسری زبان سے تقویت اور روشنی حاصل کرے گی —

سرہتی اور ہندوستانی (اردو) بہنیں بہنیں ہیں - دونوں ہندی فواد اور دونوں آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں - کم و بیش دونوں نے فارسی کا دودھ پیا ہے اور آج کل دونوں پہلو بہ پہلو آباد ہیں - اس سے مرہٹوں اور مسلمانوں کے تعلقات کا صاف پتہ لگتا ہے - زبانوں کے قریبی تعلقات سے ان قوموں میں بھی جو ان کی بولنے والی ہیں، قریبی تعلق اور ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمدردی حیات کی روح و رواں ہے —



قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —

(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اقلیٰ قسم کی جلد کے ساتھ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں - (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن مدداری وہ ہیں جو تہائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —

ان کو تمام مطبوعات انجمن معجلہ نصف قیمت پر دی جائیں گی -
(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں - (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کر کے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

ANJUMAN-E-TARRAQI-E-URDU SERIES No. 73.

The Influence of Persian Language on Marathi Language

BY

MOULVI ABDUL HAQ. B. A. (ALIG.)

—:) O (: —

PRINTED AT THE "ANJUMAN URDU PRESS"
AURANGABAD, (DECCAN)

1933

